ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org

34

13تا19 رمضان المبارک 1431ھ/ 24تا30 اگست 2010ء

رمضان المبارک: روح اسلامی کی بیداری کا موسم

جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ہر غلہ اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا ہے اور ہر طرف کھیتوں میں چھایا ہوا نظر آتا ہے، اسی طرح رمضان کا مہینہ گویا خیر و صلاح اور تقویٰ و طہارت کا موسم ہے۔ جس میں برائیاں دبتی ہیں، نیکیاں پھیلتی ہیں۔ پوری پوری آبادیوں پر خوف خدا اور حب خیر کی روح چھا جاتی ہے، اور ہر طرف پرہیزگاری کی کھیتی سرسبز نظر آنے لگتی ہے۔ اس زمانہ میں گناہ کرتے ہوئے آدمی کو شرم آتی ہے۔ ہر شخص خود گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے کسی دوسرے بھائی کو گناہ کرتے دیکھ کر اسے شرم دلاتا ہے۔ ہر ایک کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ کچھ بھلائی کا کام کرے، کسی غریب کو کھانا کھلائے، کسی ننگے کو کپڑا پہنچائے، کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے، کہیں کوئی نیک کام کر رہا ہو تو اس میں حصہ لے، کہیں کوئی بدی ہو رہی ہو تو اسے روکے۔ اس وقت لوگوں کے دل نرم ہو جاتے ہیں۔ ظلم سے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ برائی سے نفرت اور بھلائی سے رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ توبہ اور خشیت و انابت کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں۔ نیک بہت نیک ہو جاتے ہیں اور بد کی بدی اگر نیکی میں تبدیل نہیں ہوتی تب بھی اس جلاب سے اس کا اچھا خاصا تنقیہ (صفائی) ضرور ہو جاتا ہے۔ غرض اس زبردست حکیمانہ تدبیر سے شارع نے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ ہر سال ایک مہینہ کے لیے پوری اسلامی آبادی کی صفائی ہوتی رہے، اس کو اوور ہال کیا جاتا رہے، اس کی کایا پلٹی جائے۔ اور اس میں مجموعی حیثیت سے روح اسلامی کو از سر نو زندہ کر دیا جائے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اس شمارے میں

سیلاب کا پیغام

اسلام اور سماجی انصاف

ہم عذاب میں کیوں گھر گئے ہیں؟

دھن اور توہین رسالت کی جسارتیں' کرنے کا کام؟

اللہ کا مہمان

ناظمہ حلقہ خواتین تنظیم اسلامی سے انٹرویو

افغانستان میں نیوکلیئر ہتھیاروں کا استعمال (II)

خوف خدا رکھنے والوں سے خوفزدہ مغرب

ڈاکٹر صاحب کا مشن آگے بڑھایا جائے

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ التوبہ

(آیات:28-29)

ڈاکٹر اسرار احمد

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً فَسَوْفَ
یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا
یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَۃَ عَنْ یَّدٍ
وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ۧ

’’مومنو! مشرک تو نجس ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تم کو مفلسی کا خوف ہو تو اللہ چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔ جو لوگ اہل کتاب میں سے اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو، یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔‘‘

9ھ کا حج مشرکین اور مومنین سب کے لیے تھا۔ امیر حج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ قافلۂ حج انہیں کی سرکردگی میں مدینے سے گیا۔ حضور ﷺ نہیں گئے۔ اسی موقع پر اعلان کیا گیا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حج کے لیے بیت الحرام میں نہیں آسکے گا۔ مشرکین نجس ہیں۔ یہ بیت اللہ کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ اب اندازہ ہوا ہوگا کہ لوگ حج کے لیے آتے تھے تو آمدنی ہوتی تھی۔ قربانیاں ساتھ لاتے تھے۔ نذریں نیازیں چڑھاتے تھے۔ یہ ہماری آمدنی تھی جواب ختم ہو جائے گی۔ اس بارے میں فرمایا کہ اگر تمہیں فقر کا اندیشہ ہو گیا ہے تو گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔ یعنی تمہارے پاس اتنی غنیمتیں آئیں گی کہ تم سے سنبھالی نہیں جائیں گی۔ پھر یہی ہوا۔ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد چند سال کے اندر اندر سلطنت فارس اور سلطنت روما سے مال غنیمت کا گویا سیلاب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دنیا سے جاتے ہوئے فرمایا تھا اے مسلمانو! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ نہیں ہے۔ مجھے اندیشہ ہے تو اس بات کا کہ تمہارے پاس دولت کے انبار آ جائیں گے۔ اور پھر تم اس دولت کی وجہ سے ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے۔

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ...... الخ۔ یہ آیت فلسفۂ دین کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ اہل کتاب میں سے اُن لوگوں سے جنگ کا حکم دیا جا رہا ہے جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر۔ اور اس چیز کو حرام نہیں ٹھہراتے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اور نہ ہی وہ دین حق کے تابع ہوئے ہیں۔ ان سے جنگ جاری رہنی چاہیے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں اور چھوٹے ہو کر رہیں۔ یعنی نیچے رہیں، تابع ہو جائیں۔ مشرکین عرب کے لیے تو کوئی آپشن نہ تھا۔ بس یہی بات تھی کہ ایمان لائیں یا پھر اُن کی گردن ماردی جائے گی۔ یہ اس لیے کہ حضور ﷺ کی طرف سے ان پر اتمام حجت بدرجہ آخر ہو گیا تھا۔ لیکن یہود و نصاریٰ (اور پھر اس کے تابع بقیہ پوری نوع انسانی یعنی فارس اور ہندوستان وغیرہ کے لوگوں) کے لیے یہ چیلنج نہیں ہے کہ یا ایمان لاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ گے۔ تاہم ان سے قتال بھی کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ تابع ہو جائیں، اللہ کے دین کی بالادستی قبول کر لیں۔ اس کے بعد چاہے وہ یہودی رہیں، چاہے مجوسی، ہندو، سکھ، پارسی یا کسی اور مذہب پر رہیں۔ اُن سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔ انفرادی طور پر کسی کو بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ اسلام لاؤ ورنہ تمہاری گردن اُڑا دی جائے گی۔ یہ معاملہ صرف مشرکین عرب کے ساتھ تھا۔

دور صحابہؓ میں جب فوجیں نکلتی تھیں تو لوگوں کو تین آپشن دیئے جاتے تھے۔ اوّل، ایمان لے آؤ، تم ہمارے برابر کے ہو جاؤ گے۔ تمہارے حقوق ہمارے حقوق کے برابر ہوں گے۔ ہم یہ بھی نہیں کہیں گے کہ ہم سینئر ہیں اور تم جونیئر ہو۔ دوم، اگر ایمان نہیں لاتے تو جزیہ دو اور اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کرو۔ پھر تم خواہ یہودی رہو، نصرانی رہو، عیسائی رہو بدھ رہو یا ہندو رہو، تمہیں آزادی حاصل ہوگی۔ اگر یہ بھی گوارا نہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم باطل نظام کو قائم رکھنا چاہتے ہو، تو پھر تیسرا آپشن یہ ہے کہ تلوار ہی ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ لہٰذا میدان جنگ میں آ جاؤ۔ مشرکین عرب کے لیے بھی تین ہی آپشن بن گئے تھے یا ایمان لاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ گے۔ تیسرا آپشن یہ تھا کہ جزیرہ نمائے عرب چھوڑ کر جہاں چاہو بھاگ جاؤ۔ البتہ حالت کفر میں یہاں نہیں رہ سکتے۔

تا خلافت کی بِنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 — شمارہ 34
13 تا 19 رمضان المبارک 1431ھ
24 تا 30 اگست 2010ء

بانی: **اقتدار احمد** مرحوم
مدیر مسئول: **حافظ عاکف سعید**
نائب مدیر: **محبوب الحق عاجز**

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع**: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیلاب کا پیغام

پانی حیات کا منبع بھی ہے اور موت کا پیامبر بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب بھی آسمان سے پانی عذاب بن کر نازل ہوا سیکولر سوچ کو پہاڑ پر چڑھ جانے کی سوجھی۔ یہ ایک ذہنیت ہے، ایک سوچ ہے، اشیاء کو صرف اُس طرح دیکھنے والی جیسی کہ وہ ظاہری طور پر نظر آ رہی ہوں، اشیاء کی حقیقت سے صرفِ نظر کرنے والی اور عقل کی بنیاد پر برآمد ہونے والے نتائج کو حتمی اور آخری سمجھنے والی سوچ۔ اِس سوچ پر وہ ضرب المثل صادق آتی ہے ''حساب میرا جوں کا توں، کنبہ میرا ڈوبا کیوں''۔ ہم یقیناً دوسری انتہا پر نہیں کہ زمینی حقائق، سائنسی توجیہات اور اشیاء کے ظاہر کے منکر بن جائیں۔ صحیح راستہ یہ ہے کہ انسان اپنی دونوں آنکھیں کھلی رکھے، اشیاء کے ظاہر کا بھی بھرپور ادراک کرے اور اُن کی حقیقت جاننے کے لیے ارض و سماوات کے مالک سے دست بدعا بھی رہے، اور دو کان تو شاید اللہ نے دیئے ہی اس لیے ہیں کہ انسان دنیوی علم اور وحی کے ذریعے پہنچنے والے علم کو جمع کر سکے۔ ملحدوں کی بات دوسری ہے وگرنہ دین و مذہب سے دور عام لوگ اللہ کی کسی اور صفت کو قبول کریں یا نہ کریں، اُس کے خالق ہونے کی صفت کو ماننا اُن کی مجبوری ہے۔ فتنہ کا آغاز وہاں سے ہوتا ہے جب وہ اپنی ساری توجہ اسباب و علل پر مرکوز کر دیتے ہیں اور مسبب الاسباب سے لاتعلق ہو جاتے ہیں۔

ہم نے یہ اُلجھی ہوئی فلسفیانہ سی تمہید اس لیے باندھی ہے کہ آج اس سیلاب زدہ اور صحیح تر الفاظ میں آفت زدہ اور عذاب میں مبتلا پاکستان میں شور اُٹھا ہوا ہے، ایک ہنگامہ سا برپا ہے کہ ملک موسمیاتی تبدیلیوں اور گلیشئر کے پگھلنے سے ڈوب رہا ہے۔ ڈیم نہ ہونے سے انسان اور جانور غرق ہو رہے ہیں۔ حکومت کی غفلت سے انسانی بستیوں کے اوپر سے پانی گزر گیا ہے۔ فلاں بندھ توڑنے سے اور فلاں نہ توڑنے سے انسان ہلاک ہو گئے ہیں۔ پشتے مضبوط کر دیئے جاتے تو ہلاکتیں نہ ہوتیں۔ ہوا کا دباؤ کم ہونے سے بارش نے تباہی مچا دی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ درست ہوگا اور کسی بلیم گیم میں پڑے بغیر ہر طرف سے اٹھنے والے اعتراضات کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ تمام انتظامات ہونے چاہئیں تھے جن کی نشان دہی مختلف اطراف سے کی گئی ہے۔ کسی بددیانتی، کسی بدعنوانی کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ خود کو، اپنے لوگوں اور اپنی زمینوں کو بچانے کے لیے اپنے بھائیوں کو ہلاک کر دینا، اُنہیں مالی نقصان پہنچانا بدترین اور ناقابل معافی جرم ہے۔

ہم یقیناً احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے بھی قائل ہیں اور انسانوں کا تحفظ بلا استثنا کرنا بھی دینی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اِس اصل حقیقت کی جانب توجہ دلاتے ہیں جسے سیکولر ذہنیت نے یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ فارسی کی ایک ضرب المثل ہے: تدبیر کنند بندہ تقدیر زند خندہ۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ تدبیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ یہ ہے کہ تدبیر پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔ بڑے بوڑھوں کو معلوم ہوگا کہ پرانے زمانے میں مائیں بچوں کو دوا پلاتے ہوئی کہتی تھیں اللہ شافی اللہ کافی۔ یعنی بیماری سے بچاؤ کے لیے دوا کا استعمال ہے اور اللہ سے شفا کی دعا ہے۔ دوا شفا دے گی لیکن اللہ کے حکم اور اِذن سے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اسباب کی تلاش میں اور نتائج کے تدارک میں اللہ کو عملی طور پر فراموش کر چکے ہیں۔ اللہ کو خالق تو قریشِ مکہ بھی مانتے تھے۔ اگر ہم مسلمانانِ پاکستان اللہ رب العزت کو دل کی گہرائیوں سے قادرِ مطلق مانتے ہیں تو پھر کدھر لوٹے جا رہے ہیں؟ کیوں نہیں اس ہستی کا دامن تھام کر خود کو حقیقی طور پر محفوظ بنا لیتے جس کے ''کُن'' کہنے سے دنیا

مِٹ بھی سکتی ہے اور جنت کا نمونہ بھی بن سکتی ہے۔ پھر یہ کہ ہم اونٹ کا گھٹنا ضرور باندھیں گے، لیکن زبان سے یہ کہیں گے اور دل میں یقین رکھیں گے کہ اللہ ہی اس کی حفاظت کرے گا۔ اللہ سے یہ تعلق ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے گا کہ فلاں اگر یہ نہ کرتا تو یہ نہ ہوتا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ویسا ہو جاتا۔ ایک شہری کو بھی مسلمان کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنے ہوں گے اور حکومت کو بھی عوام کا تحفظ ایسے کرنا ہوگا جیسے ماں بچوں کا کرتی ہے۔ کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں دیانت داری سے ادا کریں۔ صراطِ مستقیم سے اِدھر اُدھر نہ ہوں۔ پھر جو بھی منجانب اللہ وقوع پذیر ہو اُس کا صبر اور شکر سے سامنا کریں، پھر نہ ہمیں دوسروں کو لعن طعن کرنا پڑے گی اور نہ جہازی سائز کے کشکول لے کر دنیا کے چکر لگانے پڑیں گے۔ ضرورت ذہنیت بدلنے کی ہے۔ ضرورت سوچ بدلنے کی ہے اور آخر کار بات پھر وہیں آئے گی کہ ایک مسلمان کا حقیقی سرمایہ پختہ اور لازوال ایمان ہوگا۔ ایمان اِسے دنیا اور آخرت میں سرخرو کرے گا۔ اس کائنات میں موجود بہت سی اشیاء اور اُن کی حرکات وسکنات کی سائنسی توجیہات درست ہوں گی لیکن اس کے ساتھ اِس بات پر قلبی یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ ارض وسماوات میں ہے، خواہ ہمیں نظر آئے یا نہ آئے۔ اور اللہ ہی کا اختیار مطلق ہے کہ اُس میں جب چاہے، جیسی چاہے تبدیلی لے آئے۔ آگ کا کام جلانا اور صرف جلانا ہوتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام اگر اُس کی آغوش میں آئیں تو ظالم اور جلا کر راکھ کر دینے والی آگ اذنِ الٰہی سے گلستان کی صورت بھی اختیار کر لیتی ہے۔ اور یہ بے قابو پانی جو انسانوں اور جانوروں کو کیا بڑے بڑے پہاڑ جیسے جہازوں کو غرق کر دیتا ہے، لیکن اگر اس پر عصائے موسیٰؑ کی ضرب پڑے تو اللہ کے حکم سے باادب کھڑے ہو کر بنی اسرائیل کو خوش آمدید کہتا ہے اور ایک فرمانبردار محافظ کی طرح اُس وقت تک دیوار بنا رہتا ہے جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم دوسرے پار نہیں اتر جاتی۔ ہمیں اُس ہستی سے اپنا مضبوط تعلق اُستوار کرنے کی ضرورت ہے، جس کا محبوب اگر چاند کی طرف انگلی اُٹھا دے تو وہ دو ٹکرے ہو جائے۔ یہی فوز وفلاح کا راستہ ہے، یہی دائمی امن کا راستہ ہے۔ باقی تمام راستے تباہی و بربادی کے راستے ہیں، آگ کے راستے ہیں۔ اللہ ہمیں اِن راستوں کی ظاہری چمک دمک سے بچائے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔ تبدیلی اب ہماری ضرورت ہے۔ اگر ہم تبدیل نہ ہوئے تو ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ یہی اس سیلاب کا حقیقی پیغام ہے۔

☆☆☆

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بیادِ مجلس اسرار

اسلام اور سماجی انصاف

ایک مکمل نظامِ زندگی کی حیثیت سے اسلام کی اعلیٰ ترین قدر، اس کا آخری ہدف اور اصل مقصود ومطلوب عدلِ اجتماعی یعنی سماجی انصاف یا سوشل جسٹس ہے، جس کے تین نمایاں ترین مظاہر ہیں: (1) سماجی اور قانونی سطح پر کامل مساوات (2) سیاسی سطح پر حریت اور (3) معاشی سطح پر عدل وانصاف۔ چنانچہ اسلام ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جس میں نہ معاشرتی میدان میں اونچ نیچ اور ادنیٰ واعلیٰ کا امتیاز ہو، نہ سیاسی میدان میں جبر واستبداد کا راج اور بندہ وآقا، حاکم ومحکوم اور مستکبرین اور مستضعفین کی تقسیم ہو، نہ اقتصادی میدان میں انسان ظلم واستحصال کے باعث Haves اور Have nots یعنی مترفین اور محرومین میں منقسم ہوں!

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض حضرات کو خیال آئے کہ اسلام کی اعلیٰ ترین قدر تو تقرب الی اللہ اور تعلق مع اللہ یعنی بندہ اور ربّ کے مابین خلوص واخلاص اور باہمی محبت وولایت کا رشتہ ہے! تو اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ واقعہ یہی ہے کہ اسلام انفرادی سطح پر بندۂ مومن کو جو بلند ترین نصب العین عطا کرتا ہے وہ رضائے الٰہی اور فلاحِ اُخروی کا حصول ہے، لیکن اس حقیقت سے صرفِ نظر کر لینا بھی شدید قسم کی بے حسی اور ناانصافی ہوگی کہ جس خطۂ ارضی میں نظامِ اجتماعی ظالمانہ اور استحصالی ہو وہاں کے لوگوں کی عظیم اکثریت کولہو کے بیلوں اور بار برداری کے جانوروں کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور فرمان نبوی ﷺ ((كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا)) یعنی ''قریب ہے کہ فقر واحتیاج کفر کی صورت اختیار کر لیں!'' اور بقول شاعر ؎

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے!

کے مصداق ان میں نہ اتنا شعور باقی رہ جاتا ہے کہ اپنے خالق ومالک کی معرفت حاصل کر سکیں، نہ اتنی فرصت ہی حاصل ہوتی ہے کہ ع ''بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے!'' کے مصداق اُسے یاد کر سکیں یا اس سے لَو لگا سکیں! اس سلسلے میں امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی کا یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل اور لوحِ قلب وذہن پر نقش کر لینے کا مستحق ہے کہ تقسیم دولت کا غیر منصفانہ نظام ایک دو دھاری تلوار ہے جو معاشرے کو دونوں جانب سے کاٹتی ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں ایک جانب ایک محدود طبقے میں دولت کا ارتکاز ہو جاتا ہے جس سے عیاشی اور بداخلاقی جنم لیتی ہے، اور دوسری جانب فقر واحتیاج کا دَور دَورہ ہو جاتا ہے جس سے انسان ڈھور ڈنگر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں! بنابریں خانقاہی نظام کے برعکس، جو مجاہدۂ نفس اور ریاضت ومراقبہ ہی کو مقصود ومطلوب بنا لیتا ہے، اسلام نے اپنا ''ذروۂ سنام'' یعنی چوٹی کا عمل جہاد فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے جس کا اصل ہدف ہے: قیامِ نظامِ عدل اجتماعی اور ظلم وجبر اور استحصال اور استبداد کا خاتمہ!!

ہم مختلف نوع کے عذابوں میں کیوں گھر گئے ہیں؟

13 اگست 2010ء مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** صاحب کا خطابِ جمعہ

[سورۃ الانفال کی آیات 24 تا 26 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ہم پر رمضان کا بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوگیا ہے۔ ہمارا یوم آزادی بھی آیا ہی چاہتا ہے۔ کل 14 اگست کو ہم اپنا چونسٹھواں یوم آزادی منائیں گے۔ لیکن دوسری طرف صورتحال یہ ہے کہ ہم اہل پاکستان بحیثیت قوم اللہ کے مختلف عذابوں کی زد میں آئے ہوئے ہیں۔ اس وقت عذاب کی خوفناک صورت بدترین سیلاب ہے جو پورے ملک میں تباہی مچا رہا ہے۔ ہماری یہ حالت ہر شخص کو دعوت فکر دیتی ہے۔ ہمیں گہرائی میں جاکر اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم مختلف نوع کے عذابوں میں کیوں گھر گئے ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں یہ معلوم کریں کہ ہمارا جرم کیا ہے، جس کی ہمیں سزا مل رہی ہے۔ اور پھر پورے شعور کے ساتھ اس کے ازالے کی کوشش کریں۔ میں نے ابتدا میں سورۃ الانفال کی جو آیات تلاوت کی ہیں، وہ اسی بات کو واضح کرتی ہیں۔ آیئے، اِن کا مطالعہ کریں! فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾﴾ (الانفال)

”مومنو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو، جبکہ رسول اللہ تمہیں ایسے کام کے لئے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے۔ اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کئے جاؤ گے۔“

اِس آیت کا ایک مفہوم تو شانِ نزول کے اعتبار سے ہے۔ یہ آیات بلکہ پوری سورۃ الانفال غزوۂ بدر کے بعد نازل ہوئی۔ غزوۂ بدر میں صورتحال یہ تھی کہ مسلمان جن کی تعداد 313 تھی، مدینہ سے تجارتی قافلہ کے تعاقب کے خیال سے نہیں نکلے تھے، جو شام سے سامان تجارت لے کر آ رہا تھا۔ جنگ پیش نظر نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پاس اسباب جنگ نہ ہونے کے برابر تھے۔ 313 افراد کے پاس صرف ستر اونٹ، دو گھوڑے اور چند تلواریں تھیں۔ راستے میں نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی یہ اطلاع ملی کہ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے کفار کا ایک لشکر مکہ سے روانہ ہوگیا ہے۔ نئی صورتحال میں آپؐ نے مہاجرین اور انصار سے مشاورت کی کہ آیا تجارتی قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا جنگی لشکر کا مقابلہ ہو۔ آپؐ کی منشا یہی تھی جو اللہ کی تھی یعنی کفار کے جنگی لشکر کا مقابلہ ہو۔ آپؐ دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پرجوش تقاریر کیں۔ پہلے مہاجرین میں بعض صحابہؓ اُٹھے اور فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں جو بھی حکم دیں گے، جو بھی فیصلہ کریں گے، ہمارا سر آنکھوں پر۔ پھر انصار میں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے کہا تھا کہ دشمن مدینہ پر حملہ کرے گا تو ہم اس کی حفاظت کریں گے، لیکن بات یہی نہیں، ہم آپؐ کو اللہ کا رسول مان چکے ہیں۔ اب آپ ہمیں جو بھی حکم دیں گے، ہم اُس کی تعمیل کریں گے۔ قرآن حکیم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس طرز عمل کی پذیرائی کی ہے اور بتایا کہ دیکھو جس طرح غزوۂ بدر میں تم نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہی، آئندہ بھی تمہارا یہی طرز عمل ہونا چاہیے —— عمومی طور پر اس میں تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ تمہیں بلائیں، تو اُن کی پکار پر فوراً عمل کرو، اللہ اور رسول کے حکم کی پیروی کرو۔ خواہ تمہیں اس کام میں بظاہر شدید نقصان کا اندیشہ ہو، تمہیں مشکل محسوس ہو، یا اپنی طبیعت پر جبر کرنا پڑے، ہر حال میں اطاعت ہی تمہارا شیوہ ہونا چاہیے، اس لیے کہ اسی میں تمہاری حیات ہے۔ اسی میں تمہارا انفرادی فائدہ بھی ہے اور اجتماعی بھلائی بھی۔ ساتھ ہی یہ تنبیہہ بھی فرمادی کہ اگر تم نے دین کا تقاضا پورا کرنے میں تاخیر کی، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے حکم پر چلنے کے معاملے میں شش و پنج میں پڑ گئے تو کیا خبر اللہ تمہیں اس کی سزا یہ دے کہ تم سے خیر کی توفیق ہی سلب کرلے۔ اس لیے کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجاتا ہے —— اور انجام کار تو تمہیں اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہاں تو تمہیں اپنے ہر ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔

آگے فرمایا:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾﴾ (الانفال)

”اور اس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے اِس آیت کی وضاحت میں فرمایا کہ ”اللہ عزوجل خاص لوگوں کے جرائم پر عام لوگوں کو سزا نہیں دیتا، جب تک کہ عامۃ الناس کی حالت یہ نہ ہوجائے کہ وہ اپنی آنکھوں کے سامنے برے کام ہوتے دیکھیں اور وہ اِن کاموں کے خلاف اظہار ناراضی کرنے پر قادر ہوں اور پھر کوئی اظہار ناراضی نہ کریں۔ پھر جب لوگوں کا یہ حال ہوجاتا ہے تو اللہ خاص و عام سب کو عذاب میں مبتلا کردیتا ہے۔“ مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: ”فرض کیجئے، ایک قوم کے اکثر افراد نے ظلم و عصیان کا وطیرہ اختیار کرلیا۔ کچھ لوگ جو اس سے علیحدہ رہے، انہوں نے مداہنت برتی۔ نہ نصیحت کی، نہ اظہار نفرت کیا، تو یہ فتنہ ہے جس کی لپیٹ میں وہ ظالم اور یہ خاموش مداہن سب آجائیں گے۔ جب عذاب آئے گا تو حسب مراتب سب اس میں شامل ہوں گے۔ کوئی نہ بچے گا......“ دوسرے لفظوں میں عذاب عام جب آئے گا تو صرف بڑے مجرم ہی ہلاک اور برباد نہیں ہوں گے،

وہ لوگ بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے جنہوں نے ظالموں کے ظلم اور سرکشی پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوگی۔ پھر گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گا۔

اس وقت ہم اہل پاکستان جس عذاب کی زد میں ہیں، وہ حکمرانوں اور بڑے مجرموں کے ظلم پر خاموشی کا نتیجہ ہے۔ نائن الیون کے خود ساختہ کردہ واقعہ کے بعد امریکہ نے افغانستان پر یلغار کی تو ہمارے فوجی حکمران پرویز مشرف نے امریکہ کی ایک دھمکی پر افغان پالیسی پر یوٹرن لے کر طالبان کی اسلامی حکومت کے خاتمے میں امریکہ کا ساتھ دینے کا غیر شرعی اور غیر اخلاقی فیصلہ کیا۔ امریکہ اور اتحادی صلیبی جنگ کا نعرہ لگا کر آئے تھے۔ اُن کے مقاصد بالکل واضح تھے۔ وہ اسلامی نظام کو ابتدا ہی میں ختم کر دینا چاہتے تھے۔ پرویز مشرف نے یہ فیصلہ کر کے دین و شریعت سے سراسر غداری کی ہی، مگر جب اس غداری پر قوم نے مجرمانہ خاموشی اختیار کی اور پرویز مشرف کی منطق کی ہمنوائی کی تو پھر یہ فوجی آمر ہی کا فیصلہ نہ رہا، پوری قوم کا فیصلہ بن گیا۔ جب قوم نے اس کے خلاف بھرپور صدائے احتجاج بلند نہ کی، تو وہ بھی اسلامی حکومت کے خاتمے اور لاکھوں افغان مسلمانوں کے قتل کے ظلم میں شریک ہوگئی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی، بہت بڑا جرم تھا۔ جس سے ہم نے اللہ کے غضب کو دعوت دی۔

یہ جرم تو وہ ہے جو نائن الیون کے بعد ہم نے کیا۔ ایک بہت بڑا جرم وہ ہے جس کے مرتکب ہم چونسٹھ سال سے ہو رہے ہیں۔ ہم نے یہ ملک نفاذ اسلام کے وعدے پر حاصل کیا تھا۔ مگر حصول آزادی کے بعد ہم یہ وعدہ نبھانا بھول گئے۔ ہم نے یہاں دین و شریعت کو قائم نہیں کیا، بلکہ اس کی راہ میں روڑے اٹکائے۔ آزادی سے پہلے تو ہمارے پاس پھر بھی یہ عذر تھا کہ ہم ہندوستان میں اقلیت میں ہیں۔ اکثریت ہندوؤں کی ہے، اس لیے ہم اسلام نافذ نہیں کر سکتے، مگر آزادی کے بعد تو ہمارے پاس یہ عذر بھی نہیں۔ ہم اس ملک میں اکثریت میں ہیں۔ ملک میں جمہوری عمل بھی ہے۔ اکثریت ہونے کے باوجود ہم نے اسلام نافذ نہ کیا۔ اگرچہ اس جرم میں بڑا حصہ تو حکمرانوں اور دینی رہنماؤں کا ہے، جنہوں نے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی، مگر اس جرم سے قوم کو بھی کسی طور بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے کہ اُس نے اسلامی زندگی کو کب اپنی ترجیح اول بنایا، اُس نے کب نفاذ اسلام کی ذمہ داری کی ادائیگی کی فکر کی۔ جب پوری قوم نے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کیں اور حکمرانوں کے جرائم پر خاموشی اختیار کر کے عملاً اُن کا ساتھ دیا، تو پھر اللہ کے غضب کا شکار ہونا ہی تھا۔

اللہ کی یہ سنت ہے کہ ظالموں کے ساتھ ظلم پر خاموش رہنے والے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں، جو انہیں ظلم سے نہیں روکتے، اُن کے خلاف اُٹھ کھڑے نہیں ہوتے۔ اس ہلاکت سے اللہ تعالیٰ صرف انہی لوگوں کو بچاتا ہے جو ظلم وعدوان اور منکرات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے اور انہیں روکنے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کی اس سنت کا ذکر سورۃ الاعراف میں آیا ہے، جہاں یہود کی ایک بستی پر عذاب کا بیان ہوا ہے۔ یہودیوں کا ایک قبیلہ ایلہ نامی گاؤں میں بحر قلزم کے کنارے آباد تھا۔ اُن کا پیشہ ماہی گیری تھا۔ اللہ نے یہودیوں کے لیے ہفتہ کا دن عبادت کے لیے مخصوص کیا تھا۔ اُس دن وہ کوئی دنیاوی کام نہیں کر سکتے تھے، یہاں تک کہ گھر میں آگ نہیں جلا سکتے تھے، اپنی لونڈی اور غلام تک سے کوئی کام نہیں لے سکتے تھے۔ جیسے ہم مسلمانوں پر اذان جمعہ سے نماز جمعہ کے اختتام تک ہر قسم کا دنیاوی کاروبار حرام ہے۔ اللہ نے ساحلی بستی پر آباد ان یہودیوں کی آزمائش کی۔ چنانچہ عام دنوں میں ساحل پر مچھلیاں بہت کم آتی تھیں مگر ہفتہ کے روز جب یہودی شکار نہ کرتے، بڑی تعداد میں مچھلیاں ساحل پر اٹھکھیلیاں کرتیں۔ جنہیں دیکھ کر یہودی بے تاب ہو جاتے، اور چاہتے کہ ان کا شکار کریں، مگر احکام سبت کے باعث ایسا نہ کر سکتے تھے۔ اس صورتحال میں یہودی حیلہ گروں نے ایک حیلہ کیا، وہ یہ کہ ہفتہ کے دن وہ مچھلی کا شکار تو نہ کرتے، مگر سارا دن ساحل کے قریب گڑھے کھودتے، جب پانی کے ساتھ مچھلیاں ان گڑھوں میں چلی جاتیں، تو پھر یہ راستہ بند کر دیتے تاکہ مچھلیاں واپس نہ جاسکیں اور اتوار کو جا کر یہ مچھلیاں پکڑ لیتے۔ اس حیلہ سے بظاہر حکم شریعت بھی نہیں ٹوٹتا تھا، اور وہ اپنا مقصد بھی حاصل کر لیتے تھے۔ مگر ان ظالموں نے اس بات کی چنداں پروا نہ کی کہ اس سے حکم شریعت کی روح شدید طور پر مجروح ہوتی ہے۔ اس حکم شرعی سے مقصود یہ تھا کہ وہ ہفتہ کو عبادت میں مشغول ہوں، اللہ سے لو لگائیں۔ انہوں نے اگرچہ مچھلیاں تو نہ پکڑیں مگر گڑھے کھودنے میں اپنا سارا وقت صرف کر دیا۔

شریعت کی اس خلاف ورزی پر یہودیوں میں تین گروہ ہوگئے۔ ایک تو وہی تھے، جنہوں نے اس حیلے کے عین مطابق دیدہ دلیری دکھائی اور شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے شریعت کی خلاف ورزی تو نہ کی، مگر اس منکر میں ملوث لوگوں کو اس سے منع بھی نہ کیا، بلکہ منع کرنے والوں کو بھی یہی کہا کہ یہ لوگ باز آنے والے نہیں ہیں، لہٰذا تم ہلکان مت ہو۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا، جن کی غیرت ایمانی حدود اللہ کی اس علانیہ خلاف ورزی کو برداشت نہ کرسکتی تھی۔ اُنہوں نے بھرپور طور پر قوم کو اس منکر سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ببانگ دہل کہا کہ اس حرکت سے باز آجاؤ، ورنہ تم پر خدا کا عذاب آجائے گا۔ اب اس جرم کی بنا جب بستی پر عذاب آیا، تو قرآن مجید کہتا ہے کہ ان تینوں گروہوں میں سے صرف تیسرا

پریس ریلیز: 13 اگست 2010ء

نفاذ اسلام کے وعدے سے انحراف کی سزا ہمیں زلزلے اور سیلاب کی صورت میں مل رہی ہے۔ قوم اجتماعی توبہ کرے

حافظ عاکف سعید

پاکستان عطیۂ خداوندی ہے جس کی ہم نے قدر نہ کی۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ کر کے عہد شکنی کی۔ جس کی سزا ہمیں زلزلے اور سیلاب کی صورت میں مل رہی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا دوسرا جرم یہ تھا کہ ہم نے عالم کفر سے اتحاد کر کے افغانستان کی اسلامی حکومت کو ختم کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم جب تک اپنا رُخ واشنگٹن سے بدل کر اللہ اور رسول ﷺ کی طرف نہیں کریں گے ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے رہیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ قوم اجتماعی توبہ کرے اور اللہ اور رسول ﷺ کا دامن تھامے تاکہ دنیوی اور اُخروی طور پر فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرو اشاعت تنظیم اسلامی)

گروہ ہی وہ تھا جسے اللہ نے بچایا لیا، کیونکہ اس نے شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی سے قوم کو روکنے کی کوشش کی تھی، یہ خیال کر کے کہ شاید لوگ گناہ سے باز آ جائیں، اور اگر باز نہ بھی آئے تو ہم اللہ کے ہاں معذرت تو پیش کر سکیں گے۔ باقی دونوں گروہوں کا شمار ظالموں میں ہوا۔ مجرمین کے ساتھ مداہنین بھی پکڑے گئے جو خود اس جرم میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اِس سارے واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے: (ترجمہ) ''اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لبِ دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے، (یعنی) اس وقت کہ ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتہ نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ان کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے؟ تو انہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں اور عجب نہیں کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔ جب انہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا۔ کہ نافرمانی کئے جاتے تھے۔'' (الاعراف: آیات 163 تا 165)

مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ ''جس بستی میں علانیہ احکامِ الٰہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، وہ ساری کی ساری قابلِ مواخذہ ہوتی ہے اور اس کا کوئی باشندہ محض اس بنا پر مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتا کہ اُس نے خود خلاف ورزی نہیں کی، بلکہ اُسے خدا کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے لازماً اس بات کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا کہ وہ حدِ استطاعت تک اصلاح اور اقامتِ حق کی کوشش کرتا رہا۔ پھر قرآن و حدیث کے دوسرے ارشادات سے بھی ہم کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی جرائم کے باب میں اللہ کا یہی قانون ہے۔'' پس واضح ہوا کہ گناہ و سرکشی سے منع نہ کرنا اتنا سنگین جرم ہے، جس پر ہر خاص و عام کو سزا دی جاتی ہے۔ اس بات کو آپؐ نے ایک بہت ہی خوبصورت مثال کے ذریعے بھی سمجھایا۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ نبی ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کی حدود میں نرمی برتنے والے اور اس میں مبتلا ہونے والے کی مثال اس قوم کی ہے جس نے ایک کشتی میں قرعہ اندازی کی۔ بعض کے حصہ میں بالائی حصہ اور بعض کے حصہ میں نچلا حصہ آیا۔ اور جو لوگ نیچے تھے وہ پانی لینے کے لیے اوپر والوں کے پاس آمد و رفت کرنے لگے جس سے ان لوگوں کو تکلیف ہوئی۔ ایک شخص نے کلہاڑا لیا اور نچلے حصہ میں سوراخ کرنے لگا تا کہ اس سے پانی لے اور اوپر والوں کو زحمت نہ ہو۔ یہ دیکھ کر اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا، تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا تم لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی اور میرے واسطے پانی ضروری چیز ہے۔ اگر ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس کو بھی بچاتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی بچاتے ہیں اور اگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تو خود بھی تباہ ہوں گے اور اس کو بھی تباہ کریں گے۔'' (رواہ البخاری)

آج ہم پر جو خوف، دہشت اور بھوک مسلط ہے، سیلاب کا جو عذاب آیا ہے یہ ہمارے بُرے اعمال کا نتیجہ ہے، اور اس لیے ہے کہ ہم جاگ جائیں، اللہ کی طرف رجوع کر لیں، انفرادی سطح بھی اسلام کے ضابطۂ حیات کو اختیار کریں اور اجتماعی سطح پر بھی نفاذِ اسلام کے لیے آگے بڑھیں۔ جہاں تک بے گناہ لوگوں کے عذاب میں اموات کا معاملہ ہے تو حدیثِ رسولؐ کے مطابق ایسے لوگوں کو آخرت میں compensation مل جائے گی، جو اُن کے لیے بہت خوشی کی بات ہوگی۔ ظاہر ہے، ہمارا اصل مسئلہ آخرت کی کامیابی اور فوز و فلاح ہے۔ اگر وہاں کامیابی حاصل ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

ہمیں اس پہلو سے بھی اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے کہ ہم مسلمانانِ پاکستان میں بحیثیت مجموعی وہ تمام خرابیاں موجود ہیں، جن پر نبی کریم ﷺ نے ہلاکت اور عذاب کی وعید سنائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جانے لگے، اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے، اور جب علم کو دین کے علاوہ کسی اور (دنیوی) غرض سے سکھایا جانے لگے، اور جب مرد بیوی کی اطاعت کرنے لگے، اور جب ماں کی نافرمانی کی جانے لگے، اور جب دوستوں کو تو قریب اور باپ کو دور کیا جانے لگے، اور جب مسجد میں شور و غل مچایا جانے لگے اور جب قوم و جماعت کی سرداری اس قوم و جماعت کے فاسق شخص کرنے لگیں، اور جب قوم و جماعت کے زعیم و سربراہ اس قوم و جماعت کے کمینہ اور رذیل شخص ہونے لگیں، اور جب آدمی کی تعظیم اس کے شر اور فتنہ کے ڈر سے کی جانے لگے، اور جب لوگوں میں گانے والیوں اور ساز و باجوں کا دور دورہ ہو جائے، اور جب شرابیں پی جانی لگیں، اور جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہنے لگیں اور ان پر لعنت بھیجنے لگیں تو اس وقت تم ان چیزوں کے جلدی ظاہر ہونے کا انتظار کرو سرخ (یعنی تیز و تند اور شدید ترین طوفانی) آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتوں کے مسخ و تبدیل ہو جانے کا، اور پتھروں کے برسنے کا، نیز ان کے علاوہ اس طرح کی اور نشانیوں اور علامتوں کا انتظار کرو، جو اس طرح پے در پے وقوع پذیر ہوں گی جیسے (موتیوں کی) لڑی کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے دانے پے در پے گرنے لگیں۔'' (ترمذی)

اگر بغور دیکھا جائے تو یہ ساری کی ساری خرابیاں آج ہم میں موجود ہیں۔ ہمارے حکمران، سیاستدان اور افسر شاہی سرکاری خزانے کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر رہے ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کو ہم تاوان سمجھتے ہیں۔ اِسی کا مظہر یہ ہے کہ رمضان میں جب بنک کھاتوں سے زکوٰۃ کاٹی جاتی ہے، تو لوگ زکوٰۃ کٹوتی سے بچنے کے لیے مختلف حیلے بہانے اختیار کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں علم کا حصول دولت کمانے کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور کالج قائم ہیں، جن کی تعلیم کا مقصد صرف یہ سکھانا ہے کہ کیسے زیادہ سے زیادہ دولت اکٹھی کی جائے۔ ہدایت کے لیے علم کی تحصیل کا تصور بھی ختم ہو گیا ہے۔ دینی تعلیم کی طرف لوگوں کا رجحان ہی نہیں رہا، اگر کسی بچے کو دینی اداروں میں بھیجتے بھی ہیں تو اُس کو جو ذہنی طور پر انتہائی کمزور ہو اور کسی کام کا اہل نہ سمجھا جاتا ہو۔ بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی بلکہ گستاخی تک بات جا پہنچی ہے۔ 13 اگست کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک شقی القلب نے پیسے نہ دینے پر ماں کا گلا گھونٹ دیا۔ حالانکہ ہمیں تو والدین کے ساتھ بطور خاص حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، کیونکہ اُن کا حق تمام لوگوں پر مقدم ہے۔ پھر والدین میں سے بھی والدہ کا مقام بڑھ کر ہے۔ حدیث میں ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ دوستوں سے قربت اور تعلق داری اور والد سے دوری بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں مساجد میں شور و غل، عوامی مناصب پر ذلیل ترین لوگوں کے فائز ہونے، آلاتِ موسیقی کے عام ہونے، گھر گھر میں ناچ گانا (جس کے لیے ایک نہیں کیبل کے ذریعے سینکڑوں چینلز کا اہتمام کیا جاتا ہے) شراب نوشی، اپنے پہلے لوگوں پر لعن و طعن جیسی خرابیاں بھی عام ہیں۔ جب ہماری حالت یہ ہے تو پھر اللہ کے عذابات ہمارا گھیراؤ کیوں نہ کریں گے۔ یہ ہے اصل توجہ طلب بات جس پر ہم میں سے ہر شخص کو غور کرنا چاہیے۔

(جاری ہے)

وھن — توہینِ رسالت ﷺ اور کرنے کا کام

انجینئر مختار فاروقی

دنیا میں آج مسلمانوں کی تعداد 140 کروڑ کے قریب ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ ہر پانچواں انسان مسلمان ہے۔ مسلمانوں کے پاس وسائل کی بھی فراوانی ہے، 56 مسلمان ممالک ہیں اور ان کے پاس دنیا کا بہترین زرعی علاقہ ہے، تیل کی پیداوار کے ذخائر ہیں، اعلیٰ ترین افرادی قوت ہے، زرعی اجناس اور پھلوں سے مالا مال مارکیٹیں ہیں — مگر دنیا بھر میں نہ عزت ہے نہ وقار، نہ داخلی استحکام ہے نہ خارجی امن۔ مسلمان ہر جگہ اور ہر لحاظ سے کسمپرسی اور محکومیت کا شکار ہیں، عوام کیا خواص بھی عالمی طاقتوں اور اُس کے درپردہ صیہونی آقاؤں کے آگے دست بستہ بے دام غلام کی حیثیت سے کھڑے ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ یہ محکومیت اور 'مسکنت' کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ہم عملاً امریکہ اور مغربی ممالک کے غلام بن چکے ہیں۔

اس سارے قضیئے کی بنیادی وجہ ہم مسلمانوں کا مجموعی طور پر دین کو چھوڑ دینا اور قرآن مجید سے بے اعتنائی برتنا ہے۔ ایک حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا، اے مسلمانو! تم کثرت میں ہونے کے باوجود بے وقعت ہو جاؤ گے اور تمہاری حالت 'غثاء السیل' یعنی سیلابی ریلے کے اوپر والی جھاگ اور خس وخاشاک سے زیادہ نہیں ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشویش لاحق ہوئی۔ سوال ہوا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا مسلمانوں کی یہ حالت 'عددی قلت' کی وجہ سے ہوگی؟ ارشاد ہوا، نہیں بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہوگے۔ پھر اس ذلت و رسوائی کی وجہ؟ ارشاد ہوا کہ تمہارے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی۔ اس کا نام 'وھن' ہے۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرمائیے کہ یہ 'وھن' کیا بیماری ہے؟ ارشاد ہوا: ((حبّ الدنیا و کراھیة الموت)) یعنی "دنیا کی محبت (میں گرفتار ہونا) اور موت سے (اپنے اعمال سیۂ کے باعث) کراہیت"

آج ہم مسلمانوں کی عمومی ذلت ورسوائی کا مشاہدہ کریں تو سر کی آنکھوں سے یہ حقیقت دیکھی جاسکتی ہے اور ہر عام وخاص کو اس ذلت ورسوائی سے سابقہ ہے۔ غور کریں تو محسوس ہوگا کہ یقیناً آج مجموعی طور پر مسلمانوں میں یہ 'وھن' کی بیماری نہ صرف پیدا ہو چکی ہے بلکہ جسد ملّی کے ریشے ریشے اور خلیے خلیے میں سرایت کر چکی ہے اور ہم مسلمان عالمی سطح پر بے وقعت، بے اختیار اور عالمی طاقتوں کے رحم وکرم پر آس لگائے مستقبل کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک زمانوں (جب اہل ایمان کو غلبہ حاصل ہوا اور نیکی کا دور دورہ ہو گیا حق غالب ہو گیا اور باطل بھاگ گیا) کے علاوہ ہمیشہ باطل کا غلبہ اور طاقت کا قانون رائج رہا ہے، Might is Right — یا 'جس کی لاٹھی اس کی بھینس' کے اُصول کی فرماں روائی رہی ہے اور آج بھی علم کے شہرہ، ترقی، وسائل، شعور وآگہی کی فراوانی کے باوجود عالمی سطح پر یہی 'جنگل کا قانون' رائج ہے۔ مسلمان دین سے بے وفائی کے باعث بے وقعت ہوئے تو 'عالم کفر' نے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور ہمارے اُصول، علم، تحقیق، ترقی، ثقافت، آرٹ ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اس صورت حال میں دو صدیاں بیت چکی ہیں۔ تو آج ہر جگہ مغرب کی جارحانہ اور ظالمانہ کارروائیوں اور بے اُصولیوں کے باعث 'کھرے' کو 'کھوٹا' اور جھوٹ کو سچ بنایا گیا ہے اور میڈیا کے ذریعے 'زہر' کو 'آبِ حیات' بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

گزشتہ ساٹھ سالوں میں مسلمانوں نے جسمانی طور پر تو اقوام یورپ اور صیہونی طاقتوں سے آزادی حاصل کر لی ہے اور ساٹھ کے لگ بھگ مسلمان ملک آزاد ہیں مگر ذہنی وفکری غلامی ابھی اپنی جگہ قائم ہے بلکہ بعض لحاظ سے گہری ہوتی جا رہی ہے۔

محکومی میں کسی قوم کے افراد کو غلام بنا لیا جاتا ہے تو اس قوم کی عزت نفس اور نظریات وافکار کو بھی پاؤں تلے روند دیا جاتا ہے اور محکوموں کی چیخ وپکار حاکموں اور وقت کے فرعونوں کے کانوں پر کوئی ارتعاش پیدا نہیں کر سکتی۔ یہی حال آج ہم مسلمانوں کا ہے۔ ہم مسلمان تو مغربی آقاؤں کی غلامی کر ہی رہے ہیں، ہمارے ٹیکس ہمارے آقاؤں کے مسلط کردہ حاکموں کی جیبیں بھرتے ہیں، اُن کے لیے عیاشی کا سامان فراہم کرتے ہیں اور یہ حکمران اپنی قوم کے جذبات کی عکاسی کی بجائے عالمی طاقتوں کو خوش کر کے اپنی حکمرانی کے دن طویل کرنے کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ آج عالمی طاقتیں ہماری عزتِ نفس کو کچل کر ہمارے افکار ونظریات کو جامد، دقیانوسی، پرانے اور پتھر کے زمانے کی باتیں (اساطیر الاولین) باور کرانے کے درپے ہیں بلکہ ہماری محبوب شخصیات اور جان سے عزیز پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بے حرمتی اور توہین پر اُتر آئی ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے یہ عمل بھی مسلسل جاری ہے اور — ہم محکوموں کی آہ وپکار اور احتجاج بھی — مگر وقت کے فرعونوں کو اس سے کیا غرض۔ اب اس سے آگے بڑھ کر اقوام مغرب نے اور اس کے سرغنہ امریکہ نے اپنی سرزمین سے یہ ناپاک جسارت بھی کی ہے کہ وہاں خاکم بدہن حضرت محمد ﷺ کی عظیم المرتبت ہستی کے کارٹون بنانے کے شنیع عمل کا مقابلہ منعقد کرایا جائے۔ اِدھر احتجاج جاری ہے اور اُدھر بے حسی کا عالم ہے اور ہمارے ملک کے اندر دشمن کے چھپے ایجنٹ آزادیٔ رائے کے نام سے اس شیطانی عمل کا جواز پیش کر رہے ہیں۔ کاش، یہ دن دیکھنے کے لیے ہم زندہ نہ رہے ہوتے!۔

دنیا میں یہ جاری اُصول اگر ہماری سمجھ میں آجائے کہ ؎

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اور اپنی 'وھن' کی بیماری کا احساس بھی ہو جائے تو آج مغرب کی دیدہ دلیری اور ناپاک جسارت —— ہمارے پیغمبر ﷺ کی توہین کا ارتکاب —— ہمیں احساس دلائے گا —— کہ 'وھن' سے ہی 'توہین' کا لفظ بنا ہے ہماری خطاؤں لغزشوں اور بے عملیوں سے ہی دشمن کو شہ ملی ہے اور وہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کی توہین کا مرتکب ہو رہا ہے۔

یقین کیجئے —— احتجاج کی صدا بلند رکھنا ہمارا فرض ہے اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ہمارا ایمان —— مگر مغربی اقوام کے ذہن کا خناس (اور فرعونیت) کبھی احتجاج کی زبان کو اہمیت نہیں دے گا۔ ہمیں بیدار ہونا چاہیے اور متحد ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے —— ملک خداداد پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ ضروری ہے۔ اگر یہاں آئندہ ملک کی زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں آجائے جو واقعی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سچے اُمتی اور حقیقی غلامانِ مصطفیٰ ﷺ ہوں جو اللہ کے دین کو قائم و غالب اور شریعت کو نافذ کریں تو دیکھئے یہ توہین آمیز کارروائیاں اور مسلمانوں کا دل جلانے والے اقدامات کا راتوں رات خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے وہ ہمیں سچی توبہ کرنے اور حضرت محمد ﷺ کا سچا اُمتی بننے کی ہمت اور شوق دے۔ بقول اقبال ؎

تڑپنے ، پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰؓ ، سوزِ صدیقؓ دے

اگر یہ دولت ہمیں میسر آ جائے تو پھر صیہونیت کو سانپ سونگھ جائے گا، مغربی بے غیرت اور بے حیا اقوام کو لباس یاد آجائے گا اور اسلام، پیغمبر اسلام (حضرت محمد ﷺ) اور مسلمان کا نام ادب سے (باوضو ہو کر) لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہمارا ماضی، ہمارے معتقدات، ہماری ثقافت، آرٹ، ہماری محبوب شخصیات دنیا میں پہچانی جانی لگیں گی اور آج کی مادر پدر آزاد انسانیت کو اللہ، آخرت اور وحی کے الفاظ ذہن کے کسی گوشے سے اُبھر کر زبان پر آجائیں گے۔ اگر ہم اس جاری احتجاج کے ساتھ ساتھ درون بینی (Inward Looking) کا اہتمام کریں اور اسلام کے غلبہ کی جدوجہد پر عزم طریقے سے کریں تو یہ راستہ زیادہ مؤثر اور فیصلہ کن ثابت ہوگا۔

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

میں داخلے جاری ہیں!

تعلیم یافتہ حضرات کے لیے قرآن حکیم کو سمجھنے اور فہم دین کے حصول کا سنہری موقع

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ طلبہ کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے کورسز کو دو' دو سمسٹرز میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I)

1 عربی صرف و نحو
2 ترجمۂ قرآن (تقریباً پانچ پارے)
3 آیاتِ قرآنی کی صرفی و نحوی تحلیل (تقریباً دو پارے)
4 قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی (منتخب دروسِ قرآن)
5 تجوید و حفظ
6 مطالعۂ حدیث
7 اصطلاحاتِ حدیث
8 اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II)

1 مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2 مجموعۂ حدیث
3 فقہ
4 اصولِ تفسیر
5 اصولِ حدیث
6 اصولِ فقہ
7 عقیدہ
8 عربی زبان و ادب
9 اضافی محاضرات

- اس سال کلاسز کا آغاز 21 ستمبر سے ہوگا
- داخلہ کے خواہشمند خواتین و حضرات 20 ستمبر کو صبح دس بجے انٹرویو کے لیے قرآن اکیڈمی تشریف لائیں
- پارٹ II میں خواتین کی شرکت کا انتظام نہیں ہے

نوٹ: پارٹ I میں داخلے کے لیے انٹرمیڈیٹ پاس ہونا اور پارٹ II میں داخلے کے لیے رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I) پاس کرنا لازمی ہے

کورسز کے تفصیلی پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

ناظم شعبہ تدریس
قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
email:irts@tanzeem. org

تنظیمی اطلاع

حلقہ پنجاب وسطی کی مقامی تنظیم جھنگ میں عبدالمجید کھوکھر کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ پنجاب وسطی کی جانب سے مقامی تنظیم جھنگ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز کے ساتھ رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 7 راگست 2010ء میں مشورہ کے بعد جناب عبدالمجید کھوکھر کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر اردو سپیکنگ فیملی کو اپنی بیٹی عمر 30 سال، تعلیم ایم اے اکنامکس، ایک معروف سکول میں ٹیچر کے لیے کراچی میں رہائش پذیر دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 021-4987943

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ پشاور کے ملتزم رفیق مراد علی (خلافت نرسری والے) ٹائیفائڈ اور یرقان کے عارضے میں مبتلا ہیں۔ رفقاء و احباب سے ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

رَبَّ النَّاسِ اشْفِهٖ ط وَاَنْتَ الشَّافِیْ ط لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ ط شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ط

اللہ کا مہمان

عتیق الرحمٰن صدیقی

عام طور پر مہمان کی مہمان نوازی اور آؤ بھگت میں اس کی حیثیت و اہمیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مہمان اللہ نے بھیجا ہو اس کی قدر و قیمت دنیوی مہمانوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت مزید دوبالا ہو جاتی ہے جب کہ اس کے پاس نوع انسانی بالخصوص اہل ایمان کے لیے ایک نہایت اہم پیغام بھی موجود ہو۔ وہ اپنے جلو میں تقویٰ کی خوشخبری لایا ہو، اس کی کبریائی کا علم بردار ہو اور تشکر و احسان کے جذبوں سے معمور ہو۔ اس کے ہاں دن تو جاگتے ہی ہیں راتیں بھی جاگتی ہیں۔ اس کا آغاز رحمتوں سے ہوتا ہے اور پھر مغفرتوں کی راہوں کا نقیب بن کر دوزخ سے آزادی پر منتج ہوتا ہے۔

یہ مہمان مجسم صبر و رضا ہے۔ بھوک پیاس اور شب بیداری کا سفیر ہے۔ مشقتوں اور تکلیفوں کا قاصد بھی ہے۔ وہ ببانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ جس نے میرا ایمان و احتساب سے استقبال کیا، اس کے گناہ ڈھل گئے اور وہ جنت کا مکین ٹھہر گیا۔ جس نے پورے یقین کے ساتھ مجھے راتوں کے قیام سے مشرف کیا، اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا ازالہ ہو گیا، اس کے لیے بہشت واجب ہو گئی۔ یہ کام پر مشقت اور تلخ ضرور ہے مگر نعمتوں کے خزینوں سے مالا مال بھی ہے، دلوں کو تجلی و مصفّٰی کرنے میں کوئی عبادت اس کی ہمسر نہیں۔ پہلی قوموں کے پاس بھی یہ آتا رہا، یہ کوئی اجنبی نہیں کہ اس کے آنے پر کوئی ملول خاطر ہو۔

یہ مہمان گیارہ ماہ گزر جانے کے بعد نمودار ہوتا ہے۔ گردش دوراں کو ٹال کر اخلاص و للّٰہیت کی متاع بے بہا لے کر جلوہ نما ہوتا ہے۔ کام و دہن کی لذتوں کو کچھ وقت کے لیے چھینتا بھی ہے، مگر پھر نوازتا بھی ہے۔ ایک خوشی تو افطار کے وقت لاتا ہے اور دوسری خوشی رب سے ملاقات پر اسے ملے گی۔ وہ ہر اچھے عمل پر دس گنا سے لے کر سات سو گنا اجر کی یقین دہانی کراتا ہے اور قیامت کے دن "ریان" کا دروازہ اس کے داخل ہونے کے لیے گرم جوش ہو گا۔ یہ مہمان من کی بہار آفرین دنیا کا مژدہ جانفزا سناتا ہے، اور تن کی دنیا کو اپنی اوقات یاد دلاتا ہے۔

یہ مہمان صحیفہ ہدایت لے کر آتا ہے۔ بندگان خدا کو ایک ہی چوکھٹ پر جھکانے کی بات کرتا ہے۔ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر خالق کائنات کے حضور سجدہ ریز ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ صداقت، عدالت، سخاوت اور شجاعت کا درس دیتا ہے۔ انسان کا باہمی رشتہ مضبوط کرتا ہے۔ ایمان کی چنگاری کو سلگا کر انہیں مودت و موانست کی تسبیح میں پروتا ہے۔ ہمدردی اور ایثار کے جذبوں کو فروغ دیتا ہے۔ عدل و انصاف کی میزان وضع کرتا ہے۔ مہمان کے ماتھے پر کوئی شکن نہیں۔ وہ کھلکھلاتے چہرے کے ساتھ اپنے چاہنے والوں کو متبسم کرتا ہے۔ ایسے نظام کا پیامبر ہے جو امن و چین، صلح و آشتی اور عجز و انکساری کی ترغیب دے کر ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتا ہے اور ایک نہایت ہی پاکیزہ اور صاف ستھرے معاشرے کو تشکیل کرتا ہے۔

یہ مہمان بھی عجیب ہے۔ دل و نگاہ کو آسودہ کرنے کا وافر سامان اس کے پاس موجود ہے۔ وہ اللہ سے سرگوشیاں کرانے پر مامور ہے۔ تخلیے میں اس سے ہمکلام کرتا ہے۔ نالہ ہائے نیم شبی سے دلوں میں سوز و گداز پیدا کرتا ہے۔ معتکف کر کے راتوں کی خلوتوں میں اشکوں سے وضو کراتا ہے۔ اسے آئینہ دکھا کر سچی توبہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اپنے نامۂ اعمال پر بار بار غور کرنے کا حکم دیتا ہے، تاکہ بندۂ مومن سنور جائے، نکھر جائے، زندہ و بیدار ہو جائے اور پھر ہلال عید دیکھنے پر اس کی مسرتوں کی کوئی انتہا نہ رہے، وہ کھلے میدان میں نماز عید ادا کر کے اور پھر انعام پا کر حلاوتوں اور محبتوں سے سرشار ہو جائے۔ وہ باطل کے سامنے سرنگوں ہونے کی بجائے صبر و استقامت کا پہاڑ بن جائے۔ معروف کی تلقین کرتا جائے اور منکرات کو روکتا چلا جائے۔ یوں اپنے محسن کے فضل و کرم کا اعتراف کرے، زبان سے بھی، دل سے بھی، اور عمل سے بھی۔ اس کی اطاعت و فرماں برداری کا سورج طلوع ہو جائے۔ بغاوت، سرکشی اور نافرمانی کی جلوتیں ماند پڑ جائیں اور نابود ہو کے رہ جائیں۔

مہمان اپنے مہمان نوازوں کو ہر لحظہ اور ہر ساعت چوکنا اور ہوشیار رہنے کی تلقین کرتا ہے، تاکہ شیطان اس پر حملہ آور نہ ہونے پائے۔ مہمان بڑی دل سوزی سے اپنے چاہنے والوں سے کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے اور اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزہ دار کو سوچنا چاہیے اور یاد کرنا چاہیے کہ میں تو روزہ دار ہوں (بھلا میں کس طرح گالی دے سکتا ہوں اور لڑ سکتا ہوں)۔

مہمان بڑی خوب صورت بات کہتا ہے کہ وہ اس لئے آیا ہے کہ انسان کو ایک بنائے اور نیک بنائے۔ اگر زندگی کی عمارت سچائی پر نہ کھڑی کر پائے، ناحق کو ناحق اور باطل کو باطل نہ کہہ پائے تو یہ عبادت ہرگز سود مند نہیں۔ مہمان اپنی دید میں وارفتہ لوگوں سے کہتا ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے (روزہ رکھنے کے باوجود) جھوٹ بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے۔

مہمان نے کیا اچھی بات کی کہ روزہ کھلواؤ، اس لیے کہ یہ گناہوں کی مغفرت کا اور اس کی گردن کو دوزخ کی سزا سے بچانے کا ذریعہ ہے اور اس کو اتنا ہی اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی ہو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ پھر اسے اس وقت تک پیاس محسوس نہ ہو گی جب تک وہ جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ مہمان نے کہا کہ جس نے اپنے نوکر سے ہلکی خدمت لی، اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

مہمان نے آخر میں خوشیوں کے پیغام کے ساتھ کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بنانا اور رات دن کے اوقات میں ٹھیک ٹھاک تلاوت کرنا اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دینا اور اس کے الفاظ کو صحیح طریقے سے پڑھنا اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے، ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے، اس پر غور و فکر کرنا تاکہ تم کامیاب ہو اور اس کے ذریعہ دنیاوی نتائج کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کے لیے اس کو پڑھنا۔" (مشکوٰۃ)

☆ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے سب بچے دین کے کاموں میں ہمارے دست و بازو بنے ہیں
اللہ کرے، ڈاکٹر صاحب کے مشن کو خلوص سے آگے بڑھاتے رہیں

☆ شرعی پردہ شروع کیا تو مشکلات پیش آئیں، لیکن ہم نے بتوفیق الٰہی استقامت کا مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نصرت فرمائی

☆ ہم نے شادی کی غیر شرعی رسومات کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی
الحمدللہ، اب تو ساری فیملی میں شادی کی تقریبات نکاح اور ولیمے تک محدود ہوگئی ہیں

ڈاکٹر صاحب کی پوری زندگی ان کے مشن کی عکاس تھی

ناظمہ حلقۂ خواتین تنظیم اسلامی
بیگم ڈاکٹر اسرار احمد (مرحوم) سے ایک ایمان افروز ملاقات

[گزشتہ سے پیوستہ]

س: گلشنِ طاہرہ اسرار میں کتنے پھول اور کلیاں مہکیں اور ان کی بہار کا کیا عالم ہے؟

ج: اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار بیٹیوں اور پانچ بیٹوں سے نوازا ہے۔ عارف رشید ڈاکٹر ہیں۔ عاکف سعید حافظ قرآن اور ایم اے فلسفہ ہیں اور تنظیم اسلامی کے امیر ہیں۔ عاطف وحید بھی حافظ قرآن ہیں اور اکنامکس میں پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ آصف حمید ایم اے انگلش اور ایم اے عربی ہیں اور تنظیم کے شعبہ سمع و بصر کے ناظم ہیں۔ بیٹیاں امۃ المعطی، امۃ المغنی، امۃ المحصی، امۃ الحی اور امۃ الہادی ہیں۔ یہ سب بچے شادی شدہ ہیں اور بحمداللہ دین کے کاموں میں ہمارے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔

س: آپ نے شرعی پردہ کیا تو مشکلات تو پیش آئی ہوں گی؟

ج: یہ اللہ کا احسان ہے، جب میں نے صحیح معنوں میں دین کو سمجھا تو میں نے اور میری بچیوں نے بھی شرعی پردہ کرلیا، یعنی بلا تفریق تمام نامحرموں سے پردہ۔ اِس فیصلے سے شروع میں مشکلات تو ضرور پیش آئیں، لیکن ہم ایک عزم سے ڈٹے رہے۔ ایک عزیز کی شادی پہ ہم بالکل تنہا ہو کر رہ گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے بھائی اقتدار احمد مرحوم نے ہمارا ہر طرح سے ساتھ دیا: مالی بھی، دینی بھی، سماجی بھی۔ غرض وہ اور ان کی اہلیہ ہر طرح سے ہمارے ہم قدم رہے۔ لوگوں نے بہت باتیں بنائیں، یہاں تک کہا کہ دیکھیں گے ان کے رشتے کون لے گا اور کون انہیں رشتے دے گا۔ دیکھیں گے، اُن کے داماد بھلا کیسے بیٹھک میں بیٹھا کریں گے؟ مگر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، تمام بچوں کے رشتے نہایت معزز اور دیندار گھرانوں میں ہوگئے ...... بڑے بیٹے عارف رشید کی اہلیہ کراچی کے قاضی عبد القادر کی بیٹی ہے جو خود تنظیم اسلامی کے رکن ہیں اور بیگم قاضی عبد القادر جماعت اسلامی کی رکن اور بیت المال کراچی کی ناظمہ تھیں۔ پھر یہ کہ اقتدار صاحب کی تین بیٹیاں ہماری بہوئیں ہیں، اسی طرح میری دو بیٹیاں اقتدار صاحب کی بہوئیں۔ تاہم وٹہ سٹہ کا کبھی شائبہ تک نہیں ہوا۔

س: سنا ہے، شادی بیاہ میں آپ نے تمام رسومات کا عملاً خاتمہ کر کے دکھایا ہے۔ یہ کیسے ہوا؟

ج: ہم نے ہر قسم کی غیر شرعی رسومات ختم کر کے شادی کی تقریبات کو صرف ولیمہ کے اندر سمیٹ دیا ہے۔ پہلے ہم اس راستے پہ اکیلے ہی تھے، اب سارا خاندان اسی طرح شادیاں کرتا ہے، بلکہ تنظیم اسلامی کے ہزاروں گھروں میں شادیوں کا یہی چلن ہے۔ مسجد میں نکاح، کچھ بری، زیور اور اگلے دن ولیمہ۔

س: آپ نے اپنے ایک بیٹے کی محرم کے مہینے میں بھی شادی کی تھی؟ اس کی کچھ تفصیل ہو جائے۔

ج: جی ہاں ہم نے عاکف سعید کی شادی 7 محرم الحرام کو کی تھی۔ دراصل یہ تاریخ کسی مخصوص سوچ کے تحت طے نہیں کی تھی، بلکہ ہوا یہ تھا کہ انہی دنوں تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع تھا۔ چنانچہ اراکین کی خواہش پر نکاح بھی اسی تاریخ کو رکھ دیا گیا۔ اِس پر ایک مخصوص مسلک کے لوگوں نے بہت باتیں کیں، یہاں تک کہ ڈاکٹر صاحب کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں، مگر وہ کسی سے دبنے والے نہ تھے۔ اس شادی سے متعلق بہت سے جھوٹ بھی پھیلائے گئے، مگر الحمدللہ، شادی کے بعد سے دونوں میاں بیوی خوش و خرم اپنے بچوں کے ساتھ رہ رہے ہیں بلکہ اب تو اُن کی ایک بیٹی اور ایک بیٹے کی شادیاں بھی ہو چکی ہیں۔ سب الحمدللہ، پھل پھول رہے ہیں۔

س: آپ نے بچوں کی تربیت کسی خاص اصول کے تحت کی کہ آج سب ماشاء اللہ دین کے راستہ کے راہی ہیں۔

ج: گھر میں ماں کا ہمہ وقتی رول ہوتا ہے۔ اگر ماں یہ ذمہ داری پہچان لے تو پھر اس کی محنت اور دعا ہوتی ہے۔ اصل کام اللہ کی رحمت ہے۔ ماں اگر بچوں کو ایک نمونہ بنانا چاہتی ہے تو پہلے اسے خود بچوں کے سامنے نمونہ بننا پڑے گا۔ اولاد کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف ڈالا جائے۔ مسلمان ماؤں کا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر پھر اس پر جم جائیں اور اپنے دل کو ٹھیک کریں۔ حدیث ہے، اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا ”تقویٰ یہاں (دل میں) ہوتا ہے۔“ ظاہر ہے، جب دل میں تقویٰ ہوگا تو باہر بھی آئے گا۔ اندر ہی کچھ نہ ہو تو باہر کیا آئے۔ سو تقویٰ بہت ضروری ہے۔

س: ڈاکٹر صاحب کا کھانے پینے کا ذوق کیسا تھا؟

ج: ڈاکٹر صاحب بڑے خوش ذوق تھے۔ جس طرح لباس میں میچنگ کا خیال رکھا کرتے، اسی طرح کھانے پینے میں عمدہ ذوق رکھتے تھے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ باسی روٹی، لہسن کی چٹنی اور چائے شوق سے کھا لیتے۔ یوں تو وہ ہر چیز شوق سے کھاتے تھے، تاہم پلاؤ انہیں بہت پسند تھا۔

س: کیا وہ گھر کے کام کاج میں تعاون کرتے تھے؟

ج: ضرورت پڑنے پر تعاون کر لیا کرتے، ورنہ تو فریج کے پاس سے گزر کر واپس آجاتے اور کہتے پانی تو پلاؤ۔

س: انہیں کس بچے سے زیادہ پیار تھا؟

ج: (بیٹی امۃ المعطی بولیں:) ابو سب کو پیار کرتے تھے، البتہ جو بیٹا بیٹی سب سے زیادہ اللہ کے راستے پر چل رہا ہوتا، وہ انہیں زیادہ پیارا لگتا تھا۔

س: آپ کو کبھی خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی؟

ج: جن دنوں ڈاکٹر صاحب نے شادی بیاہ کی غیر اسلامی رسوم کے خاتمے کی تحریک چلائی، ان دنوں ایک شادی میں ہم بالکل اجنبی بن کر رہ گئے تھے۔ ظاہر ہے، دل کو تکلیف تو ہوئی کہ اچھی بات پر عمل کرتے ہیں تو اپنے بھی بیگانے بن جاتے ہیں۔ انہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ نبی ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آپؐ کے پاس کھڑے ہیں، جبکہ میں اور میری ساس آپؐ کی پائنتی کی طرف کھڑے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب حضور ﷺ کو کروٹ دلا رہے ہیں۔ اس خواب نے میری ڈھارس بندھائی کہ اگرچہ سبھی تمہارے خلاف ہو گئے ہیں مگر رسومات ترک کرنے سے نبی کریم ﷺ کی سنت زندہ ہو رہی ہے، تم پریشان نہیں ہونا۔ لہٰذا میں مطمئن ہو گئی۔ پھر کچھ عرصے بعد سب عزیز و اقارب بھی ہمارے ہم خیال ہو گئے اور سب نے ان رسومات کو ترک کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب کی والدہ 1992ء میں فوت ہوئیں۔ وہ بڑی نیک دل خاتون تھیں۔

س: آپ نے کتنے حج اور عمرے کیے؟

ج: یہ تو خالص بندے اور اللہ کا معاملہ ہے، لہٰذا یہ بتانا مناسب نہیں۔ بس جو بھی کیا، اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرما لے، ذاتِ قادرِ مطلق کے حضور یہی التجا ہے۔

س: ڈاکٹر صاحب کے آخری ایام کے بارے میں کچھ بتائیے؟

ج: ڈاکٹر صاحب کی طبیعت تو خراب ہی رہتی تھی مگر ایسی بھی نہ تھی کہ چل پھر نہ سکیں۔ 10 اپریل کو فیصل آباد میں مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی اور اپنے خطاب میں فرمایا ''مجھ سے اسلام کے انقلابی فکر اور منہج انقلاب نبوی ﷺ کے متعلق جو حاصل کرنا چاہتے ہو، کر لو۔ شاید اس زندگی میں دوبارہ ملاقات کا موقع میسر نہ آئے۔'' پھر اپنی عادت کے خلاف اجتماعی دعا بڑی تفصیل سے اور رو رو کر کروائی۔ فیصل آباد سے واپس آ کر کمر میں درد بدستور تھا۔ پھر بخار بھی ہو گیا۔ اجابت بھی بار بار ہونے لگی، جس سے نقاہت میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ پھر بھی غسل خانے سہارا لے کر جاتے رہے۔ آخری دن 13 اپریل کو سخت کپکپی طاری ہو گئی۔ عصر کے بعد طبیعت زیادہ مضمحل ہوتی گئی۔ بیٹوں نے ہسپتال لے چلنے کا کہا تو اشارے سے منع کر دیا۔ اپنا سیدھا ہاتھ بار بار مصافحہ کے انداز میں اٹھاتے اور فضا میں دیکھتے رہتے۔ ایک بیٹی نے سیدھا بازو دبانا چاہا تو اسے بائیں بازو کو دبانے کے لیے کہا اور سیدھا ہاتھ بار بار فضا میں بلند کرتے رہے۔ رات بارہ بجے دہی کی خواہش ظاہر کی۔ خود بیٹھ کر چمچ سے دہی کھایا۔ پھر بستر پر لیٹ گئے اور تھوڑی دیر بعد سو گئے۔ رات تین بجے کے قریب اسی نیند کی حالت میں اپنی دوسری منزل کی طرف چل دیے، اس طرح کہ بالکل سیدھے لیٹے تھے۔ ہاتھ بھی سیدھے کیے ہوئے تھے اور چہرہ قبلہ رخ تھا۔ حالانکہ عام طور پر وہ کروٹ کے بل سویا کرتے تھے۔ چہرے پر بہت سکون اور اطمینان تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

س: خواتین کے نام کوئی پیغام دینا پسند کریں گی؟

ج: ڈاکٹر صاحب کی اقامت دین کے لیے تاحیات جدوجہد ہم سب کے لیے ایک پیغام ہی تو ہے۔ تاہم اقبال کا ایک شعر خواتین کے لیے پیش کرتی ہوں ؎

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرؓ بگیری

(حضرت فاطمہؓ بن کر زمانے کی نگاہوں سے چھپ جا یعنی مکمل پردہ کرنے والی ہو جا، تاکہ تیری گود میں حسینؓ پرورش پائے۔)

س: جو خواتین فارسی نہیں جانتیں، وہ کیا کریں؟

ج: ایک مسلمان عورت صحیح معنوں میں، باعمل مسلمان عورت بن جائے تو سب کچھ سنور سکتا ہے۔ مجھے یہ اشعار بہت پسند ہیں۔

آغوشِ مادر، ہے اسکول پہلا
جہاں پاتے ہیں تربیت سارے اعضا
جہاں لوحِ سادہ پہ کھنچتا ہے نقشہ
اترتا ہے ماں کے خیالوں کا چربہ

آپ کا بہت بہت شکریہ آپا جان۔ جزاک اللہ

(بشکریہ خواتین میگزین، لاہور)

☆☆☆

نیوز آف دی ویک

”میں تو خود تم پر اللہ کا عذاب بن کر نازل ہوا ہوں“

ابوالحسن

خبر: ”آفت کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ نے ہمیں چُنا ہے۔“ (صدر زرداری)

تبصرہ: ہلاکو خاں بغداد کے عظیم شہر کو مسلمانوں کے قبرستان میں تبدیل کر چکا تھا۔ ایک روز فاتحانہ انداز میں گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگا رہا تھا۔ ایک مسلمان عورت نے جو کسی طرح بچ گئی تھی اور زندگی سے تنگ آئی ہوئی تھی، آگے بڑھ کر اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا: اے ظالم شخص! تو نے قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ دیکھنا، تجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ ہلاکو خان نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا ''ظالم'' تم تھے، میں تو خود اللہ کا عذاب بن کر تم پر نازل ہوا ہوں۔

امریکہ کی جانب سے

افغانستان میں نیوکلیئر ہتھیاروں کا استعمال (II)

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب
"Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade"
کا قسط وار اُردو ترجمہ

ترجمہ: محمد فہیم

سائنسدان فارانٹی جینس پیپل کے صدر اور کمشنر سٹی آف برکلے انوائرمنٹل لیورن مورٹ، ری کائیوس یونیورسٹی اوکینا کی فیکلٹی آف سائنس کی پروفیسر کاتسوما یا گاساکی اور جیکسن ولے سٹیٹ یونیورسٹی کے فزکس کے پروفیسر اور امریکی فوج کے ڈی یو ویپن پراجیکٹ (Depleted Uranium Weapon Project) کے سابق ڈائریکٹر اور 95-1994 سے عراق میں ڈی یو کلیننگ اپ کے انچارج میجر ڈوگ روکی، (جو خود بھی ڈی یو سے متاثر ہوئے تھے) تینوں نے اپنی اپنی تفتیش کے نتائج کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ سائنسی دستاویزات اور امریکی فوج کے ذرائع کے میمورینڈا، جو وہ پبلک کے سامنے لائے ہیں، وہ کسی شائبہ کے بغیر یہ ثابت کرتے ہیں کہ بُش کی صلیبی انتظامیہ نے افزودہ یورینیم والے ہتھیاروں (depleted uranium weapon) کے استعمال کی افغانستان میں کھلی اجازت دی تھی، بالکل اسی طرح جس طرح کہ ذائیکلون بی (Zyklon-B) یورپ میں استعمال کیا گیا تھا، جو تمام جانداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔

برلن میں ورلڈ ڈی یو سنٹر کے سائنٹسٹ ممبر پروفیسر آلبرٹ سکاٹ ''فوجی اور سول مقاصد کے لیے افزودہ یورینیم کے استعمال کے نتائج'' کے موضوع پر اپنے خطاب میں جو پبلک سمپوزیم میں کیا گیا، کہا کہ ''افزودہ یورینیم (depleted uranium) اس کرہ ارضی کے لیے مکمل تباہی کا ہتھیار ہے۔'' لیورن مورٹ نے اس اسلحہ کے اثرات پر بات کرتے ہوئے "omnicide" کی اصطلاح وضع کی، جو "silent genocide" (خاموش نسل کشی) سے آگے کی کوئی چیز ہے۔ بلاشبہ افزودہ یورینیم والے ہتھیاروں (D.U Weapons) نے افغان اور عراقی باشندوں پر بہت کاری ضرب لگا کر ان کی تباہی کی ہے۔ 'No Immediate Danger' کتاب کے مصنف روزلی بارٹیل "omnicide" کے مطلب کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"omnicide" ایک ایسا عمل ہے جس میں تاریخ، تمدن، سائنس، حیاتیاتی افزائش اور یادداشت سب کچھ زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ جانداروں کی انواع کو نہایت سُرعت کے ساتھ ایک (مذموم) ارادے کے تحت مکمل تباہی سے ہمکنار کرنے کی حرکت ہے اور یہ بیش قیمت زندگی کے تحفہ کی انسانی ہاتھوں بے قدری کا ذلیل ترین عمل ہے۔ اس کی تصریح کے لیے ایک نئے لفظ کی ضرورت ہے اور شائد "omnicide" (سب کچھ تباہ کر کے فنا کرنے والا) ہی اس کے لیے جامع ترین لفظ ہو سکتا ہے۔''

افغانستان میں امریکی فوجیوں کی جانب سے افزودہ یورینیم والے ہتھیاروں کے استعمال کی کبھی تردید نہیں کی گئی۔ امریکی افواج یہ ہتھیار اٹیک ائیر کرافٹس، AH-64 ہیلی کاپٹر گن شپ، ایڈوانسڈ کروز میزائل اور کونشنل ائیر لانچڈ کروز میزائل (CALCM) کے ذریعے استعمال کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں پی جی یو-14 اے پی آئی یورینیم پیئرسنگ ایمونیشن جو ولکین کنن (Vulcan canon) جو A10 گن شپ اور AH,64 اپاچی گن شپ پر چڑھائے گئے تھے بھی فائر کیے گئے۔ بنکر بسٹر بم (Bunker Buster Bombs) کو جو ڈی یو ہتھیار ہے، F-16 جہازوں سے گرایا گیا۔ آزادانہ سائنسی تحقیقات اور رپورٹیں یہ مصدقہ اندازے پیش کرتی ہیں کہ کم از کم 600،500 ٹن ڈی یو ہتھیار پورے افغانستان میں استعمال کیا گیا، جن میں بطور خاص یہ مقامات شامل تھے: تورا بورا، شاہی کوٹ، مزار شریف، جلال آباد، ننگر ہار، خوست، قندوز، پکتیا اور باگرام کے گرد کابل کا علاقہ۔ افغان ڈی یو اینڈ ریکوری فنڈ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد داؤد میراکئی کے اندازے کے مطابق ایک ہزار ٹن افزودہ اور ناافزودہ یورینیم استعمال کیا گیا۔ پروفیسر کتسوما یا گاساکی (جن کا پہلے ذکر کیا گیا ہے) کے مطابق 800 ٹن ڈی یو ہتھیار افغانستان میں استعمال کیا گیا۔ ڈاکٹر آصف ڈراکووک نے نومبر 2002ء میں کہا تھا کہ امریکی افواج نے افغانستان میں اس سے زیادہ ڈی یو گولہ بارود استعمال کیا جو انھوں نے خلیج اور بلقان کی جنگوں میں استعمال کیا تھا۔

برطانوی محقق ڈائی ویلیمز اپنی رپورٹ میں بتاتا ہے کہ ہتھیاروں کی تقریباً 21 سے زائد اقسام کے مختلف سسٹم افغانستان پر بمباری کے لیے استعمال کیے گئے۔ ان میں ایک پُر اسرار ''کثیف دھات'' (dense metal) بھی شامل ہے جو پُرانے ماڈلز سے دگنا طاقت کی مار رکھتی ہے۔ عراق، بوسنیا اور کوسوو میں ان ہتھیاروں کے استعمال کے اقرار کے برعکس پنٹاگون نے افغانستان میں ڈی یو کے استعمال کی تصدیق نہیں کی۔ لیکن اگر وہ پُراسرار دھات (Dense metal) ڈی یو ثابت ہو جاتی ہے تو پھر واضح ہے کہ 500 سے 1000 ٹن تک ڈی یو افغانستان میں استعمال ہو چکا ہے۔ ویلیمز کہتا ہے کہ نام نہاد بنکر بسٹرز جو GBU 28s اور GBU 37s کے نام سے مشہور ہیں، تقریباً 105 ٹن وزن رکھتے ہیں اور 50 سے 70 فی صد تک وار ہیڈز اس ہائی ڈینسیٹی میٹل پر مشتمل ہے۔ ویلیمز نے جولائی 2002ء میں ایشیا پیسفک فیچرز (Asia, pacifec feature) کو بتایا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ کہ ہر بنکر بسٹر بم کے لیے ایک ٹن سے کچھ زیادہ یورینیم مادہ جلایا جاتا ہے اور پھر وہ اس علاقہ کے اوپر پھیلایا جاتا ہے۔

اب اس پر غور کرنا چاہیے کہ ایک ایسے دشمن کے خلاف جس کے پاس کوئی قابل ذکر اسلحہ تھا ہی نہیں اس ممنوعہ گولہ بارود کی اتنی مقدار کے استعمال کی فی الواقع کوئی ضرورت بھی تھی یا نہیں؟ اگر اس کی ضرورت نہیں تھی (اور یقیناً نہیں تھی) تو پھر اس ممنوعہ اسلحہ کا اتنا اندھا دھند استعمال کس مقصد کے تحت کیا گیا؟ یہ صلیبی اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے تھے؟ کیا طالبان کو شکست دینا ان کا مقصد تھا یا اُن کے پیش نظر افغان زمین اور فضا کو اس حد تک زہریلا کرنا تھا کہ افغانوں کی آئندہ نسلیں بھی اس کا

خمیازہ بھگتتی رہیں۔

16 جنوری 2002ء کو امریکہ کے سیکرٹری دفاع رمز فیلڈ نے اعتراف کیا کہ ہاں، بہت زیادہ مقدار میں ریڈیو ایکٹو کاونٹ کی تصدیق ہو چکی ہے، جو وار ہیڈز پر لگے ڈی یو گولوں کے استعمال کا نتیجہ ہے۔ واشنگٹن ڈی سی میں سنٹر آف ڈیفنس انفارمیشن میں سینئر ایڈوائزر فلپ کوئل نے تسلیم کیا کہ افغانستان میں ڈی یو ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں۔ اس نے اس کی تردید نہیں کی کہ یہ اسلحہ جنگ کے شروع ہی سے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی بجائے اس نے کہا: ’’آپ بہت زیادہ ڈی یو کا استعمال نہیں دیکھیں گے اس لئے کہ اس کے لیے اہداف (targets) اتنے زیادہ نہیں ہیں‘‘۔

مارک ہیرالڈ اور دائی ویلیمز کی دستاویزی رپورٹ اور واشنگٹن ڈی سی میں یورینیم میڈیکل ریسرچ سنٹر کے سروے اور ڈاکٹر محمد داؤد میراکئی کی رپورٹ موسوم بہ افغان ڈی یو اینڈ ریکوری فنڈ، ڈی یو ہتھیاروں کے وسیع استعمال اور افغان شہریوں پر اس کے اثرات پر تفصیلاً بحث کرتی ہیں، جن کے استعمال سے یہ متاثرین آہستہ آہستہ ایک کربناک موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، جسے ’’خاموش نسل کشی‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے نوزائیدہ بچے متاثر ہوتے ہیں اور ہر وہ زندہ چیز جوان ڈی یو ہتھیاروں کا شکار ہو جاتی ہے۔ ریڈیو ایکٹیو لیول سے ان کی جینیاتی ساخت ناقابل رجعی حد تک متاثر ہو جاتی ہے۔ یہ ہے وہ انتہا جہاں تک یہ صلیبی جاسکتے ہیں، تاکہ وہ اس خیالی خوف کا ازالہ کر سکیں جو انھوں نے اسلام کے متعلق گھڑ لیا ہے۔ ان کا صلیبی جہاد نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی موجودہ زندگی کے لیے خطرہ ہے، بلکہ مستقبل کے مسلمانوں کی زندگی کو بھی معذوری سے دوچار کردے گا، جہاں جہاں مسلمان خودارادی کے لیے جدوجہد کررہے ہوں گے۔

افزودہ یورینیم والے ہتھیاروں کے استعمال کے حوالے سے امریکی پالیسی کے متعلق لیون مورٹ پوری شہادت پیش کرتا ہے۔ وہ اس کی تخلیق کی تاریخ اور اس کے استعمال کی سیاست تک پوری تاریخ کا کھوج لگاتا ہے۔ مورٹ کہتا ہے کہ ہیروشیما اور ناگاساکی پر بمباری کے بعد بین الاقوامی سطح پر اس کے خلاف جو شدید آواز اٹھی اور نیوکلیائی ہتھیاروں کے خلاف اور اس کے مزید استعمال کے خلاف جو نفرت پیدا ہوگئی تھی، اُس نے اِن ہتھیاروں کے مزید استعمال کو ایک عرصے تک روکے رکھا ہے۔ 1991ء میں امریکی سٹریٹیجک کمانڈ میں فیصلہ کیا گیا کہ روایتی اور نیوکلیائی ہتھیاروں کے مابین فرق کو کم کرنے کے لیے میدان جنگ میں ڈی یو ہتھیاروں کو متعارف کرایا جائے۔ مورٹ بجا طور پر ڈی یو نیوکلیائی ہتھیاروں کو "Trojan Horse" قرار دیتا ہے۔

افزودہ یورینیم والے ہتھیاروں کے غیر ضروری استعمال کے علاوہ، بُش کی پوری آگاہی کے باوجود امریکی فوج نے، کلسٹر بم اور فیول ائیر ایکسپلوسیو، (ڈیزی کٹر) بھی ایک ایسی قوم کے خلاف استعمال کئے جو بالکل کوئی مدافعتی وسائل نہیں رکھتی تھی۔ ہیومن رائٹس واچ کی رپورٹ "Fatally Flawed: Cluster bombs and their use by the united states in Afghanistan" کے مطابق امریکی ہتھیاروں میں کلسٹر بم، جن سے سینکڑوں چھوٹے بم پھٹ نکلتے ہیں، بہت زہریلے اضافی اثرات رکھتے ہیں۔ یہ بم اپنے پیچھے ایسے چھوٹے بم چھوڑتے ہیں جو دراصل بارودی سرنگوں کا کام کرتے ہیں۔

دور جدید کے صلیبیوں نے اکتوبر 2001ء اور مارچ 2002ء کے درمیان (یعنی صرف چھ ماہ میں) افغان مسلمانوں پر تقریباً 1228 کلسٹر بم برسائے جن کے اندر 248,056 چھوٹے بم تھے۔ ابتدائی طور پر امریکہ نے دو ماڈل پر کام کیا۔ ایک CBU-87 تھا جو جنگ خلیج اور یوگوسلاویہ میں نیٹو کی بمباری مہم کا آزمودہ (تباہی مچانے والا) ماڈل تھا اور دوسرا CBU-99s, CBU-103 نیوی اور CBU-100s اور Jsow ماڈل تھا۔ اس سے کس چیز کی عکاسی ہوتی ہے؟ اس سے جو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ معمولی طور پر مسلح طالبان کے خلاف یا دہشت گردی کے خلاف نہیں بلکہ اِس جنگ کا ہدف اجتماعی طور پر ایک اسلامی ضابطہ کی پابندی چاہنے والی قوم کو نشان عبرت بنا دینا ہے، تاکہ وہ ان دوسرے تمام لوگوں کے لیے ایک مثال بن جائے جو اپنے دلوں میں اسلامی ریاست کی تمنا لئے ہوئے ہوں۔ طالبان فوج کوئی سامراجی مملکت کی فوج تو نہیں تھی، جس کے پاس وسیع فوجی ذرائع اور چھاونیاں ہوں۔ وہ عام لوگ تھے۔ امریکہ کے سامنے کوئی بڑے فوجی اہداف تو نہیں تھے، اس کے باوجود ناقابل یقین پیمانے پر بھاری بموں کے استعمال سے سول تنصیبات کو تباہ کرنے کا مقصد ایک قوم کو بزورِ قوت جھکنے پر مجبور کرنا تھا، جس کا ازروئے قانون کوئی جواز نہیں بنتا۔

حقوق انسانی کی تنظیم کے ساڑھے تین ہفتوں کے ایک مشن نے مارچ 2001 میں افغانستان میں کلسٹر بموں کے استعمال سے شہریوں کے نقصانات کے کافی ثبوت حاصل کر لئے۔ کلسٹر بموں کے حملوں کے بعد بھی بغیر پھٹے رہ جانے والے بموں سے عام شہری ہلاک ہوتے رہے تھے، جن میں مال مویشی چرانے والے چرواہے، ہل جوتنے والے کاشتکار اور لکڑی اکٹھا کرنے والے لوگ شامل تھے۔ صحافی اور نشر کار لارا فلنڈرز کے مطابق BLU-82 کو ’’ڈیزی کٹر‘‘ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ اس کے پھٹنے سے ایک آتش فشانی کے ساتھ ایک گڑھا بن جاتا ہے جس سے 3 میل تک کا راستہ ’’صاف‘‘ ہو جاتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک بہت بڑے ٹرانسپورٹ ائیر کراف Big Blue سے اسے گرایا جاتا ہے، جس سے امونیم نائٹریٹ، ایلومینیم ڈسٹ اور پولیسٹرین سلری پر مشتمل امیزے والا بادل بن جاتا ہے جسے ڈیٹونیٹر کے ذریعے سلگا کر بھک سے اُڑا دیا جاتا ہے۔ نتیجے میں ایک آتشیں طوفان برپا ہو جاتا ہے، جو فٹ بال کے پانچ میدانوں کے برابر رقبہ کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ اس سے اکسیجن ختم، صدمہ بردار لہر (shock wave) اور خلائی دباؤ (vacuum pressure) پیدا ہو جاتے ہیں، جس سے اس رینج میں آنے والے انسانوں کے اندرونی اعضا (معدہ، انتڑیاں، لیور وغیرہ) تباہ ہو جاتے ہیں۔

افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتمے کے لیے خود مدافعتی کے بہانے جن ہتھیاروں کا استعمال کیا گیا وہ بین الاقوامی انسانی حقوق کے قوانین کے صریحاً خلاف ہے۔ طالبان کا جرم یہ تھا کہ وہ اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ دور جدید کے صلیبیوں کا مقصد اگر تو دہشت گردی کو اُکھاڑ پھینکنا تھا پھر انہیں اپنی شکست کا برملا اعتراف کر لینا چاہیے کیونکہ وہ اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری کو اب تک گرفتار نہیں کر سکے۔ ان کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے لیے دستور ڈرافٹ کرنا اور سی آئی اے کے کٹھ پتلی کا اقتدار مستحکم کرنا چھوڑ دیں۔

بدقسمتی سے طالبان کے خلاف جھوٹ اس جیسا نہیں جس طرح کا جھوٹ WMD کے حوالہ سے صدام حسین کے خلاف بولا گیا۔ صدام کے متعلق جھوٹ کی قلعی اُس وقت کھل گئی جب کوئی تباہ کن ہتھیار پایا نہ جاسکا جبکہ اِس بات کا کوئی امکان ہی نہیں کہ طالبان کے متعلق کذب بیانی اور جھوٹ کی کبھی بھی قلعی کھل سکے گی۔ (جاری ہے)

خوفِ خدا رکھنے والوں سے خوفزدہ مغرب

اوریا مقبول جان

پورا مغربی میڈیا چیخ رہا ہے۔ ایسے لگتا ہے سب یہ چاہتے ہیں کہ سیلاب میں آفت زدہ لوگوں کو مرنے دو، بے آسرا لوگوں کو کھلے آسمان کے نیچے بے یارو مددگار چھوڑ دو، لیکن وہ جن کے دلوں میں خوفِ خدا، جن کے ماتھوں پہ محرابیں ہیں، چہروں پہ داڑھیاں ہیں اور جو اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لیے پاکستان کے ان مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کے لیے سردھڑ کی بازی لگائے بیٹھے ہیں ان کو ان کے قریب مت آنے دو۔ امریکہ، یورپ اور بھارت کے بڑے بڑے اخبارات اس مصیبت کی گھڑی میں انسانیت کو بھول کر صرف ایک کہانی بیان کر رہے ہیں کہ اگر ان خوفِ خدا رکھنے والے ''دہشت گردوں'' نے سیلاب زدگان کی مدد کر دی تو وہ اس خلا کو پُر کر دیں گے جو حکومتی نااہلی اور بددیانتی سے پیدا ہوا ہے۔ وال سٹریٹ جرنل، ٹائمز، واشنگٹن پوسٹ، ڈیلی ٹیلی گراف اور بھارت کے اخباروں تک سب میں یہی ایک دہائی اور چیخ و پکار ہے۔ سب کو 2005ء کا زلزلہ یاد آ رہا ہے۔ اخبارات ایک بار پھر کہانیاں یاد دلا رہے ہیں کہ ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کے لیے جو تین تنظیمیں سب سے پہلے سنگلاخ پہاڑوں اور بہتے ندی نالوں میں اپنے بے خوف رضا کاروں کے ساتھ پہنچیں وہ جماعت الدعوۃ، الرشید ٹرسٹ اور جماعت اسلامی کی الخدمت فاؤنڈیشن تھیں۔ سب کے سب مغرب کے ملعون۔ کتنی مشکل سے میڈیا نے ان لوگوں کو دہشت گرد بنا کر پیش کیا تھا۔ لیکن یہ کس بلا کے ڈھیٹ ہیں۔ ان پر پابندیاں لگتی ہیں، ان کے کارکنوں کو بلاجواز مقدموں میں گھسیٹا جاتا ہے، ان کے دفاتر پر تالہ اور ان کے فنڈز منجمد کر دیئے جاتے ہیں، لیکن یہ لوگ ہیں کہ پھر بھی کسی نہ کسی طرح خوفِ خدا کے تحت مظلوم انسانوں کی مدد کے لیے سب سے پہلے جا پہنچتے ہیں۔

مسلمانوں تک مسلمانوں کی امداد روکنے کا سلسلہ گزشتہ بیس سال سے شروع ہے اور ہر ایسی تنظیم کو جو مسلمانوں کو آفت کی گھڑی میں مدد فراہم کرتی ہے، دہشت گرد قرار دے کر عالمی طور پر ملعون قرار دیا جاتا ہے۔ ابھی نائن الیون نہیں ہوا تھا۔ پاکستان پر امریکی حکومت نے دباؤ ڈالا کہ اسلامی خیراتی اداروں کو بند کیا جائے۔ 1990ء کے شروع میں 500 بین الاقوامی اسلامی ادارے کام کر رہے تھے لیکن 1999ء میں صرف دو رہ گئے۔ آخری خیراتی ادارہ تھا ''قطر چیریٹیز'' جو 2004ء میں بند کیا گیا۔ یہ اُس وقت ایک لاکھ یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کر رہا تھا۔ اس نے درجنوں ہسپتالوں اور یتیم خانوں کو مستقل امداد فراہم کی تھی۔ صرف پاکستان ہی نہیں تمام اسلامی ملکوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ اپنے ملکوں سے اسلامی خیراتی اداروں کو بند کیا جائے۔ کینیا سے لے کر ملائیشیا تک ہر ملک میں زبردستی ایسے قوانین بنوائے گئے کہ وہ مسلمان عالمی تنظیمیں جو آفت کی گھڑی میں مسلمانوں کی مدد کے لیے پہنچتی تھیں ان کو چندہ جمع کرنے اور دیگر ملکوں میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرنے سے روکا جائے۔ یہاں تک کہ اگر مغربی ملکوں میں بھی کہیں مسلمانوں نے اپنے فلسطینی، کشمیری یا بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی انسانی امداد کے لیے تنظیم بنائی تھی اُس کو بھی دہشت گردوں کو پیسے فراہم کرنے کے الزام میں بند کر دیا گیا۔ ڈنمارک، فرانس، سوئٹزرلینڈ، آسٹریا، سویڈن اور اٹلی نے ''الاقصیٰ فاؤنڈیشن'' پر پابندی لگا دی جو مظلوم فلسطینیوں کو خوراک اور ادویات فراہم کرتی تھی۔ مراکش کی حکومت پر اس قدر دباؤ ڈالا گیا کہ اُس نے ''چیریٹیبل سوشل ایسوسی ایشن'' کو رمضان میں افطاری پر کھانا دینے سے روک دیا۔ ان تمام ملکوں میں ایسی تنظیموں کی ایک طویل فہرست ہے جو مسلم اُمہ میں کسی بھی ناگہانی آفت، بیماری، جنگ یا خونریزی کے نتیجے میں فوری امداد لے کر پہنچ جایا کرتی تھیں اور صرف اللہ کی رضا کے لیے ان کی مدد کرتی ہیں، اور جو عالمی اور امریکی دباؤ کی بنیاد پر بند کر دی گئیں۔ ان تمام تنظیموں کی بندش کی ایک بہت بھونڈی دلیل دی جاتی رہی کہ فلسطین کے مظلوم اور مقہور مسلمانوں میں حماس کو ہسپتال کھولنے، سکول بنانے اور یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کی مدد کرنے کی اجازت دی گئی تو وہ الیکشن جیت گئی۔

نوے کی دہائی کے آخر میں جب ان اسلامی رفاحی تنظیموں کو بند کیا گیا تو پاکستان میں اس خلا کو پُر کرنے کے لیے تین ہزار مغربی این جی اوز کو کام کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن کہاں خوفِ خدا کے تحت اللہ کو خوش کرنے کے لیے دی جانے والی امداد اور کہاں حکومتوں کے فنڈ پر پلنے والی اور ان کے ایجنڈے پر کام کرنے والی این جی اوز۔ خوبصورت دفتروں، کمپیوٹروں، دیدہ زیب فائلوں، بڑی بڑی گاڑیوں اور انگریزی لب ولہجہ میں گفتگو کرنے والی پُرکشش خواتین نے ان سرکاری رقوم کو جس طرح استعمال کیا اُس کا تماشا اس قوم نے خوب دیکھا۔ وہ این جی اوز جو ایک مختاراں مائی کے نام پر پوری دنیا ہلا دیتی تھیں، زلزلے میں ہزاروں خواتین بے یارو مددگار پڑی رہیں، ان کے اغوا کی کہانیاں منظر عام پر آئیں لیکن ان کے بے حس ذہنوں اور مغرب کے مال پر پلنے والے جسموں میں جنبش تک نہ ہوئی۔ وہ جو حقوق نسواں بل پر لڑتی رہیں لیکن انہوں نے ان مظلوم عورتوں کو دو بول تسلی کے نہ بولے۔ یوں مغرب کے وہ ''ملعون'' اور ''دہشت گرد'' ہی تھے جو پابندیوں کے باوجود اس طرح ان علاقوں میں پہنچے کہ ایسا لگتا تھا کوئی جنات کا گروہ ہے۔ نہ ہیلی کاپٹر، نہ گاڑیاں، کندھوں پر اناج کی بوریاں اُٹھائے پہاڑ پر چڑھتے، رسوں کی مدد سے زخمیوں کو اُٹھا کر دریا پار کرتے۔ اس لیے کہ خدمت کا جذبہ خوفِ خدا سے پیدا ہوتا ہے، مغرب کے ایجنڈے اور مفت کے مال سے نہیں۔

آج مغرب کا میڈیا پھر چیخ رہا ہے۔ نوشہرہ میں سب سے پہلے پہنچنے والے جماعت الدعوۃ کے گروپ فلاح انسانیت کی بے لوث داستانیں بیان ہو رہی ہیں۔

(باقی صفحہ 15 پر)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا چھوڑا ہوا مشن آگے بڑھایا جائے!

مولانا حق نواز، سکردو

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ پاکستان میں شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی مالٹا جیل سے واپسی پر دروس قرآن کو عام کرنے کی تڑپ اور فکر کے حقیقی داعی تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا جیل کی اسیری سے واپسی پر علماء کرام، دانشوروں، جدید تعلیم یافتہ لوگوں اور طلبہ سے خطاب میں فرمایا تھا کہ ''میں نے جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دنیوی ہر حیثیت سے کیوں تباہ ہو رہے ہیں تو اس کے دو سبب معلوم ہوئے۔ ایک ان کا قرآن کو چھوڑ دینا، دوسرے ان کے آپس کے اختلافات اور خانہ جنگی۔ اس لیے میں وہیں سے یہ عزم لے کر آیا ہوں کہ اپنی باقی زندگی اس کام میں صرف کروں کہ قرآن کریم کو لفظاً اور معناً عام کیا جائے۔ بچوں کے لیے لفظی تعلیم کے مکاتب فکر ہر بستی میں قائم کیے جائیں۔ بڑوں کو عوامی درس قرآن کی صورت میں اس کے معانی سے روشناس کرایا جائے اور قرآنی تعلیمات پر عمل کے لیے آمادہ کیا جائے، اور مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال کو کسی قیمت پر برداشت نہ کیا جائے۔''

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور نے پوری زندگی شیخ الہندؒ کے اس بیان کو حرز جان بنایا اور قرآن مجید کے دروس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دلوں میں اتار کر زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی سعی فرماتے رہے۔ آپؒ نے پہلی مرتبہ پاکستان میں روٹری کلب کے زیر اہتمام دروس قرآن کے ذریعے قرآن مجید کا پیغام معاشرے کے پڑھے لکھے طبقوں تک پہنچایا۔ کراچی میں خالق دینا ہال میں حضرت مفتی محمد طاہر مکی اور یوسف بجلی والا مرحوم کی دعوت پر کئی سال تک مسلسل دروس قرآن مجید کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاکستان میں قرآن کانفرنس کے نام سے بہت کامیاب کانفرنسیں منعقد کیں، جس میں پاک و ہند کے جید علماء کرام شریک ہوتے تھے۔ الحمد للہ، جب قرآن کانفرنس کا نام زبان زد عام ہوا تو آپؒ نے محاضرات قرآنی کے نام سے قرآن مجید فرقان حمید کا تعارف شروع کیا۔ ان دروس قرآن کے ذریعے آپ کو ایسے افراد میسر آئے جنہوں نے قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالا اور احیائے نظام خلافت کی جدوجہد میں شریک ہوگئے۔ آپؒ نے تنظیم اسلامی قائم کی، تاکہ دین حق کے غلبہ کے لیے منظم جدوجہد کی جاسکے۔ وہ اسلام کو بطور دین پورے طور پر نافذ کرنا اور نظام خلافت کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں آپ نے وسیع مشاورت کے بعد اپنے صاحبزادے حافظ عاکف سعید کو تنظیم اسلامی کا امیر مقرر فرما دیا تھا۔ اب یہ تنظیم کے کارکنوں اور امیر کا کام ہے کہ وہ احیائے خلافت کے ضمن میں حضرت ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کی فکر کو حقیقت میں بدلنے کے لیے شبانہ روز محنت کریں اور آپؒ کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ بلتستان کے اہل سنت پر آپؒ کے بہت سے احسانات ہیں۔ ہمارے ادارہ جامعہ اسلامیہ (سیٹلائٹ ٹاؤن) کی جامع مسجد الہدیٰ کا نام آپ ہی کا تجویز کردہ ہے۔ یہاں کی مساجد اور مدارس آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اُن کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین)

النصر لیب

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ڈیجیٹل ایکسرے، ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی جدید اقسام، کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S، ایکوکارڈیوگرافی، Lungs Function Tests اور OPG (Dental) X-Ray کی سہولیات

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹرز کی زیر نگرانی
تصدیق شدہ ادارہ
ISO 9001:2000

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خصوصی پیشکش

الٹراساؤنڈ (پیٹ)، ایکسرے (چیسٹ) ای سی جی، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ (Elisa Method)، مکمل بلڈ، اور مکمل یورن، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد بلڈ ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/3000 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

نوٹ: لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph: 3 516 39 24, 3 517 00 77 Fax: 3 516 21 85
Mob: 0300-8400944, 0301-8413933 E-mail: info@alnasarlab.com

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سیالکوٹ کی تناظیم کی مشترکہ شب بیداری

26 اور 27 جون 2010ء کی درمیانی شب سیالکوٹ کی تناظیم کا شب بیداری پروگرام الہدیٰ لائبریری میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت عدنان احمد مغل نے حاصل کی۔ اُن کے بعد علی شاہد نے نعت پیش کی۔ تلاوت و نعت کے بعد حافظ نعیم صفدر بھٹہ نے ''انفاق فی سبیل اللہ'' پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی فضیلت اور اہمیت بیان کی۔

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد فیصل وحید نے فریضۂ دعوت کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے نبی دین کی دعوت کا کام کرتے تھے۔ لیکن ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ابدالآباد تک بند ہو چکا ہے۔ اب اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب یہ امت کی ذمہ داری ہے کہ انبیاء کا یہ کام انجام دے۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں نبی کریم ﷺ نے یہی بات فرمائی تھی کہ ''جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ پیغام اُن تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔'' لہٰذا ہمیں یہ کام بہر صورت انجام دینا ہے، اور اس راہ میں جو بھی تکالیف آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہے۔ اس کے بعد کھانے کا وقفہ ہوا۔ بعد ازاں ''دعوت'' کے موضوع پر جنید نذیر نے مذاکرہ کروایا۔ رات گیارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: اعجاز عنصر)

تناظیم اسلامی گوجر خان کے زیر اہتمام شب بیداری

26 اور 27 جون کی درمیانی شب جامع مسجد العابد میں تنظیم اسلامی گوجر خان کی دونوں تناظیم کا مشترکہ شب بیداری پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نماز مغرب کے بعد ہوا۔ تنظیم اسلامی گوجر خان غربی کے امیر پروفیسر حافظ ندیم مجید نے پروگرام کو کنڈکٹ کیا۔ پروگرام کے پہلے مقرر گوجر خان غربی کے عثمان فاروق تھے۔ انہوں نے ''حسد'' کی شناعت'' پر پُر اثر گفتگو کی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمیں شعوری طور پر اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے اندر ''حسد'' سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اگر اس کے باوجود کسی سے حسد ہو جائے تو فوراً اُس سے معافی مانگیں اور اس کے حق میں دُعا بھی کریں۔ اس کے بعد گوجر خان شرقی کے جاوید اختر نے قیامت کی چھوٹی نشانیوں کے حوالے سے درس حدیث دیا۔ اگلا خطاب گوجر خان غربی کے احمد بلال ایڈووکیٹ کا تھا۔ انہوں نے ایمان کے ارتقاء پر ایمان افروز گفتگو کی اور ایمان کے مختلف درجات کو واضح کیا۔ انہوں نے رفقاء پر واضح کیا کہ ہم محض دعویٰ ایمان سے جنت میں نہیں چلے جائیں گے بلکہ ہمیں ضرور بالضرور آزمایا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ابتلا و آزمائش پر صبر و ثبات کا مظاہرہ کریں۔ کھانے اور نماز عشاء کے وقفے کے بعد گوجر خان غربی کے امیر پروفیسر حافظ ندیم مجید نے ''اسلام کا روحانی نظام'' کے موضوع پر مطالعہ اور مذاکرہ کروایا جو تقریباً سوا گھنٹے (11 بجے شب) تک جاری رہا۔

اس کے بعد آرام کا وقفہ کیا گیا۔ رات کے آخری پہر اڑھائی بجے رفقاء کو جگایا گیا۔ تہجد کے بعد گوجر خان غربی کے امیر پروفیسر حافظ ندیم مجید نے رفقاء کی تجوید کی اصلاح کی۔ نماز فجر کے بعد پروفیسر صاحب نے سورۃ المائدہ کے دوسرے رکوع پر درس دیا، جس میں وضو، غسل اور تیمم وغیرہ کے مسائل بیان کیے گئے۔ ناشتے کے بعد شب بیداری کا یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: زاہد بابر)

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام پانچ روزہ تفہیم دین پروگرام

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر انتظام جہانیاں میں نئے رفیق احمد عمر سلمانی کی دعوت پر 26 تا 30 جون پانچ روزہ فہم دین پروگرام منعقد ہوا۔ یہ پروگرام جہانیاں میں دو مقامات پر ہوا۔ پہلا پروگرام مطب حکیم عبداللہ کے سامنے صبح 5 بجے تا 6 بجے روزانہ ہوا۔ جس میں 35 کے قریب حضرات شریک ہوئے۔ دوسرا پروگرام انہی ایام میں بعد نماز مغرب ہوا جو محمدی مسجد اہل حدیث نزد غریب آباد میں ہوا۔ شام کے پروگرام میں اوسطاً 45 حضرات شریک ہوتے رہے۔ دونوں پروگراموں کے لیے جہانیاں کے رفیق احمد عمر نے بھرپور محنت کی۔ انہوں نے مہمان رفقاء کی مہمان نوازی کا خرچہ بھی برداشت کیا اور لوگوں تک دعوت پہنچانے کے لیے دن رات کام کیا۔ پروگرام میں درس قرآن کی ذمہ داری عزیز ترابی نے ادا کی۔ درس حدیث راقم دیتا رہا۔ ان دونوں پروگراموں کے بعد امیر مقامی تنظیم محمد عطاء اللہ خان ایک روزہ فہم دین پروگرام کے لیے جہانیاں تشریف لے گئے۔ اور مذکورہ پروگراموں کے شرکاء کے سامنے تنظیم کی مکمل دعوت پیش کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

(مرتب: نوید انجم)

بقیہ: کالم آف دی ویک

الرشید ٹرسٹ پر پابندی لگا دی گئی اور وہ اب معمار ٹرسٹ کے نام پر سیلاب زدگان کی امداد کے لیے کشاں کشاں، اس کا نام لیا جا رہا ہے۔ اسّی سالہ بوڑھے نعمت اللہ خان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے کہ وہ ایک دن نوشہرہ میں دوسرے دن لیہ اور تیسرے دن راجن پور۔ حیرت کی بات ہے کہ جماعت اسلامی کی الخدمت کے سترہ سو رضا کار 32 ایمبولینس کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں۔ اب تک ساڑھے تین سو گاڑیوں میں ایک لاکھ سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کو محفوظ مقام تک لے جا چکے ہیں۔ انہوں نے 92 میڈیکل کیمپ قائم کیے ہیں۔ یہی حال جماعت دعوۃ اور الرشید ٹرسٹ کی فلاح انسانیت اور معمار ٹرسٹ کا ہے۔ داڑھیوں والے، پگڑیوں اور ٹوپیوں والے، لیکن دلوں میں خوفِ خدا رکھنے والے، یہ سب کیوں مدد کر رہے ہیں۔ مغرب کا دوسرا المیہ یہ ہے کہ این جی اوز تو دودھ پینے والے مجنوں تھے ہی، حکومت پر بھی اعتماد ختم ہو گیا ہے۔ ڈیلی ٹیلیگراف کہتا ہے کہ زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے دیئے گئے پیسوں کو جو ایک امانت تھے حکومت نے ان میں سے بارہ ارب روپے اپنی دیگر سکیموں میں لگا دیئے۔ اخبار کہتا ہے کہ اس سال ایرا کا بجٹ 43 ارب سے کم کر کے دس ارب کر دیا گیا ہے اور کوئی جواب دینے کو تیار نہیں کہ 33 ارب روپے کہاں خرچ کیے۔

آفتوں، مصیبتوں اور آزمائشوں کا ایک تاریخی اصول ہے کہ اس میں انسان اپنے بھائیوں کی مدد صرف اللہ کے خوف اور اُس کی رضا کے حصول کے لیے کرتا ہے۔ نہ یہ خوف ان لوگوں کے دلوں سے نکالا جا سکتا ہے جو صرف اللہ کو حاکم مانتے ہیں اور مسلمانوں کے پیسے کو امانت سمجھتے ہیں اور نہ ایمانداری کا کوئی ایسا انجکشن ایجاد ہوا ہے جو ان این جی اوز کو لگایا جائے جن کی بنیاد ہی ڈونر کے ایجنڈے، ان کے پیسے اور ان کی ہدایات پر ہو۔ لوگ اللہ کی راہ پر خرچ کرتے ہیں اور اسے خرچ کرنے کے لیے دیتے ہیں جو امانت دار ہو۔ اگر اس سیلاب میں لوگ امانت داروں کو پہچان گئے تو یہ اس آفت کا سب سے بڑا انعام ہوگا۔

(بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

gains strength and perfection with the spiritual advancement. Being a direct attribution of Allah, the Rooh or the Spirit is gaining its nourishment from the Word of Allah i.e. the Kalamullah, the Qur'an. Since God has revealed to us that the effect of Saum or fasting is that it creates and promotes 'Taqwa'(meaning the intrinsic cleansing of the human self) by dint of which the human being is escaped from breaching the laws of the Lord and thus saves his skin from the wrath of Allah in the Hereafter. The two elements of strength, the Saum or the fasting on one hand, and the Qur'an on the other hand, energize the Spirit and liberate it from the clutches of the material burden which has outgrown during the remaining eleven months of the year. In Ramadan, the Muslims in general revert to the Holy Book and even the very indifferent individuals make special preparations to recite the Book during day times. During night hours the Qur'an is recited in the Taraweeh prayers and the Rooh which has already been strengthened by the day fasting is further finding its nourishment from the Word of the Lord, thus subduing the material being to the maximum. During a continued exercise for the whole month the moral and spiritual strength develops to a greater degree and one's attachment to Allah (SWT) is so perfected that it becomes a means for the waiving off of the sins and faults committed by the person. Condonation of the sins and faults by the virtue of the Ramadan Saum has been explained in a saying of the Prophet (SAW), reported by Imam Bukhari and Imam Muslim. It says, "Whosoever is fasting with compete sense of self accountability and with conviction, his all previous sins and faults will be forgiven and one who remains standing in prayers in Ramadan during night hours, his previous sins will be forgiven in totality." Another Hadith of the same standard says, towards "The Saum and the Qur'an both will beseech Allah for the man who has fulfilled his obligation towards these two during Ramadan. The Saum will say, "I had stopped this man from eating, drinking and fulfilling his sexual desires during day time. So be Kind and accept my imploration for him." And the Qur'an will say, " I had stopped this man from his night sleep (as he remained awaken during night reciting or listening to me) so Kindly accept my imploration for him, "Thereafter, the prayers of both (the Saum and the Qur'an) will be granted".

We are in the month of Ramadan, and this is a chance for us to avail this great opportunity and prepare ourselves for the most bountiful event and get our sins and weaknesses absolved. Let us not lose this precious occasion. God may help the Muslim Ummah to come out of the present crises it is in and grant us eternal success in the Hereafter as well. Aameen!

ماہ رمضان المبارک 1431ھ کے دوران
تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام

خلاصۂ مضامین قرآن کے پروگرام

(بعد نماز تراویح، دورانیہ ایک گھنٹہ)

مقام	مدرس
شوکت میموریل ویلفیئر ٹرسٹ مشین محلّہ نمبر 3 نزد مسجد قائم دین، جہلم	ساجد سہیل شیخ
مسجد العابد حیاتسر روڈ، وارڈ نمبر 7 تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی	عثمانی فاروق
مسجد شیخاں محلّہ راجگاں وارڈ نمبر 8 تحصیل گوجرکان ضلع راولپنڈی	پروفیسر حافظ ندیم مجید

Mohammad Faheem

The Supreme Value of Fasting

The Quran says in Surah Al-Baqarah, Ayah 183, "O those who believe! Fasting is prescribed for you, even as it was prescribed for those before you, so that you may ward off (evil)." Then in the Ayah no 185, Allah says, "The month of Ramadan in which was revealed the Qur'an, a guidance for mankind and clear proofs of the guidance and the Criterion of (Right and Wrong). And whosoever of you is present, let him fast the month and whosoever of you is sick or on journey, (let him fast the same) number of other days. Allah desires for you ease; and does not desire for you difficulty, and (He desires) that ye should complete the period and that ye should magnify Allah for having guided you and that peradventure ye may be thankful."

This is the Qur'anic verse in which fasting in the month of Ramadan has been prescribed as obligatory for the Muslims. Why this particular month of Ramadan has been fixed by Allah for fasting is a question which has been answered in this Ayah. It is because the Holy Qur'an has been revealed in this month. Thus Allah has given this glory and splendour to this month. Let us explore a few Ahadith of the Prophet (SAW) to see the importance of this obligatory fasting. As reported by Imam Bukhari on the authority of Abu Huraira (RA) , "The Prophet (SAW) has said that Allah (SWT) says, " Man's every action is for himself, but fasting which is for Me and I will, myself, reward the one who is fasting". Another meaning of the Hadith is: "I Myself am a reward for it". Now a question arises as to why specifically fasting has been singled out as wholly for God. Are all the other Ibadat(Rituals) not for Allah? Yes, why not. All these are for Allah, but fasting has been so declared because it has a direct connection with the 'Rooh'which has been ascribed to have a direct link with Allah.

The Qur'an specifies that man is a multifarious creature, compounded of a material being and a Rooh or Spirit therein, which has been directly related to the Amre Rabbi. This fact has been elucidated at two places in the Quran; in Surah Al-Hijr and in Surah Sad. In verse 28 and 29 of Al-Hijr, Allah has said, "And (remember) when thy Lord said unto the angels: Lo! I am creating a mortal out of potter's clay of black mud altered. So, when I have made him and have breathed into him My Spirit, do ye fall down, prostrating yourselves unto him" Then in Sura Sad verse 71and 72 God has said, "When thy Lord said unto the angels: Lo! I am about to create a mortal out of mire. And when I have fashioned him and breathed into him of My Spirit, then fall down before him prostrate."

Thus we know from the Holy Qur'an that the mortal man is composed of two components, the material and the Spiritual or the Rooh which has been declared by the Qur'an to be ascribed to Allah. As the Upanishad says, "Man in his ignorance identifies himself with the material sheathe which encompasses his real self" These two components are opposite and in complete conflict with each other. They have different and contradictory inclinations. The material being gains strength and elevation with worldly luxuries and material bounties. On the other hand, the spiritual being gets weak and subdued with the burden of the material strengthening. It

انجمن خدام القرآن (قرآن اکیڈمی) سندھ کراچی کی پیشکش

مطالعہ قرآن حکیم کا
مُنتخب نِصاب
جلد اول/دوم

مدرس
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

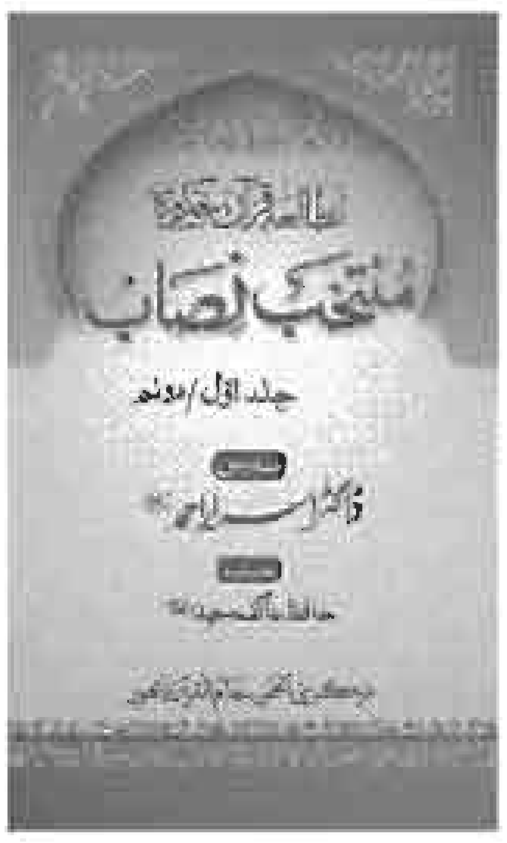

☆عمدہ طباعت ☆حوالہ جات سے مزین ☆دیدہ زیب ٹائٹل
☆مضبوط جلد ☆امپورٹڈ پیپر

خود استفادہ کریں......احباب کو انمول تحفہ دیں

جلد اول: صفحات 570 ہدیہ: 300 روپے
جلد دوم: صفحات 665 ہدیہ: 375 روپے

یکم شوال تک دونوں جلدوں کا رعایتی ہدیہ: 450 روپے

اسلام کا اخلاقی و روحانی نظام

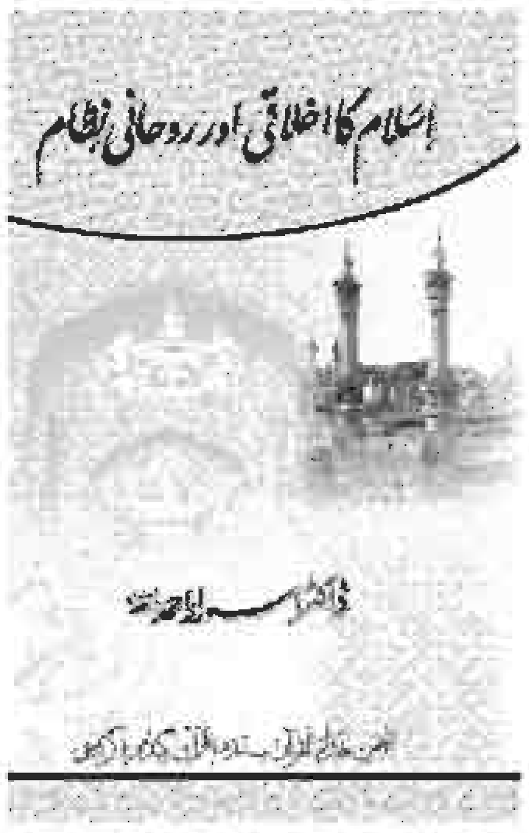

بانی تنظیم اسلامی
ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کا ایک جامع فکر انگیز خطاب
جسے کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا ہے

حوالوں سے مزین خوبصورت طباعت

اس خطاب میں اہل تصوف اور تحریکات کے
کام کا باہمی ربط و تعلق حکیمانہ انداز میں واضح کیا گیا ہے

صفحات: 56، ہدیہ: 35 روپے

یکم شوال تک رعایتی ہدیہ: 20 روپے

قرآن میڈیا پلیئر

مدرسین اور شائقین علوم قرآنی کے لیے خوشخبری

ایک DVD پر دستیاب یہ سافٹ ویئر دورۂ ترجمہ قرآن کی نشستوں میں بیان کیے گئے ترجمہ قرآن اور مختصر تشریح کی آڈیو ریکارڈنگ پر مشتمل ہے جس میں بنیادی طور پر قرآنی آیت کے ساتھ صوتی ترجمہ اور تشریح کو منسلک کیا گیا ہے۔
یعنی اسکرین پر نظر آنے والی کسی بھی آیت پر ڈبل کلک کرنے سے آپ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح مختلف مدرسین کی زبانی سن سکیں گے۔

اس پروگرام میں فی الحال درج ذیل مدرسین کے صوتی تراجم و شروح شامل کی گئی ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ، **حافظ عاکف سعید**
حافظ انجینئر نوید احمد، شجاع الدین شیخ

- خوبصورت قرآنی متن - انڈوپاک طرز کتابت
- سرچ آپشنز کے ساتھ اردو، انگریزی ترجمے اور تفسیر عثمانی
- متن قرآن حکیم میں تلاش کرنے کے لیے مختلف آپشنز کی سہولت (مادہ، لفظ اور موضوع)

ہدیہ: 50 روپے

خطباتِ رمضان

مفکر قرآن **ڈاکٹر اسرار احمد** رحمۃ اللہ علیہ

اپنی پچاس سالہ قرآنی مساعی کے دوران
جو کچھ رمضان المبارک کی نسبت سے بیان
فرماتے رہے، اُن کا عطر اور خلاصہ!

15 خطبات پر مشتمل ایک MP3 سی ڈی

رمضان المبارک کے موقع پر احباب کے لئے بہترین تحفہ!

ہدیہ صرف 25 روپے

انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے مقامی ذمہ داران اپنے مکتبوں کے لئے جلد از جلد آرڈر بک کروائیں تا کہ رمضان المبارک کے دوران احباب ان مطبوعات سے استفادہ کر سکیں۔
فون: 021-35340022-23